REGISTRED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT ND R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

جلد ۴۴

شمارہ ۳۴

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ

محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ [illegible] روپے

بیرونی ممالک:

بذریعہ ہوائی ڈاک

۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:

دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۲۴ ظہور ۱۳۷۴ ہش ۲۴ اگست ۱۹۹۵ء | ۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۶ ہجری

اخبار احمدیہ

لندن ۲۲ اگست (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعا جاری رکھیں۔

اگر آج دنیا میں کوئی پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جماعت پیدا کی ہے اس جماعت کو اس ایمان پر قائم ہونا ہوگا

اگر آپ خدا کے نام پر اکٹھے ہو جائیں گے تو آپ وہ ہیں جو اس یونائیٹڈ نیشنز کو جنم دیں گے جو اللہ اور محمد صلعم کی یونائیٹڈ نیشن ہوگی اور تمام کائنات پر چھا جائیگی!

خلاصہ افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۸ جولائی ۱۹۹۵ء بمقام (اسلام آباد ٹلفورڈ)

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ الاحزاب کی آیات ۴۲ اور ۴۳ کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا آج دنیا کے مختلف ممالک اور براعظموں سے احمدیت میں داخل سعید روحیں اور کچھ وہ سعید روحیں بھی جو احمدیت میں داخل ہونے کیلئے دروازے کھٹکھٹا رہی ہیں، اس اجلاس میں محض للہ حاضر ہوئی ہیں اس جلسہ کا مقصد ذکر الٰہی اور قیام توحید کے سوا کچھ نہیں۔ وہ لوگ جو محض للہ اس جلسہ میں شرکت کے لئے دور دراز سے تکلیفیں اٹھا کر بڑے بڑے خرچ اٹھا کر یہاں پہنچتے ہیں وہ اللہ کے مہمان ہیں اور اللہ کے ذکر کے باغات میں اللہ کے ذکر کے پھل ہی ان کی دعوت اور مہمانی ہے۔ پس جہاں تک بس چلے صبح بھی اور شام بھی آپ ذکر الٰہی کرتے رہیں اور اللہ کے ذکر سے اپنے دلوں کو سیراب کریں۔

حضور نے فرمایا کہ آج اس مجلس میں وہ بھی شامل ہیں جو یہاں موجود نہیں اور دنیا کے کونے کونے میں احمدیہ مسلم ٹیلی ویژن کے ذریعہ یہ جلسہ عام ہو چکا ہے۔ اس وقت یہ جلسہ دنیا کے تمام براعظموں میں سنا اور دیکھا جا رہا ہے کہیں رات ہے کہیں دن ہے کہیں صبح ہے اور کہیں شام۔ اس پہلو سے اس آیت کریمہ کا جو میں نے تلاوت کی ہے لفظاً لفظاً اطلاق ہو رہا ہے اور ۲۴ گھنٹے کا ہر لمحہ اسی جذبہ میں شمولیت کرنے والے ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ ایک ہی جلسہ ہے جو کل عالم میں دکھائی دے رہا ہے۔ ایک ہی جلسہ ہے جو کل عالم میں سنائی دے رہا ہے اور ایک ہی جلسہ ہے جس میں مختلف

ولادت باسعادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یکم اگست ۱۹۹۵ء کو محترمہ صاحبزادی یاسمین رحمان مونا سلمہا اللہ اور مکرم کریم اسعد احمد خان صاحب کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام "جلیس احمد" رکھا گیا ہے۔ نومولود سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نواسہ اور مکرم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب اور مکرمہ سلمیٰ مبارکہ سعید صاحبہ کا پوتا ہے۔

اس پرمسرت موقعہ پر ادارہ بدر اپنی طرف سے اور تمام قارئین کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جملہ افراد خاندان کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت والی لمبی زندگی دے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اولاد کے حق میں تمام دعاؤں کا وارث بنائے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

تو یہ ہر جگہ سے گورے بھی اور کالے بھی، شمالی بھی اور جنوبی بھی مشرقی بھی اور مغربی سب برابر کے شریک ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سب سے اعلیٰ ذکر قیام توحید ہے جو سب ذکروں سے افضل ہے۔

"حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین ذکر کلمہ توحید ہے یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بہترین دعا الحمد للہ ہے" (ترمذی کتاب الدعوات باب ان دعوۃ المسلم مستجابۃ)

پس آج تمام دنیا کے احمدی اس کلمہ توحید کے ذریعہ ذکر الٰہی بلند کر رہے ہیں اور اسی توفیق پانے کے نتیجہ میں حمد میں مصروف ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ ذکر ہمیشہ بڑھتا رہے اور پھیلتا رہے اور کل عالم پر ممتد ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ ایک ہی خدا ہو جس کا اقرار کیا جائے۔

ایک ہی کلمہ شکر ہو یعنی الحمد للہ جو تمام بنی نوع انسان کی زبانوں پر جاری ہو جائے اور ان کے دلوں سے چشموں کی طرح پھوٹے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے والوں کے لئے رسول اللہ کی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت جابرؓ کی روایت سنائی جس میں آپ بیان کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا!" اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو" ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے (قشیریہ باب الذکر صـ۱۱۱)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو خصوصیت سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ محض وعدوں سے دنیا میں انقلاب برپا نہیں ہوا کرتے۔ ذکر الٰہی سے ہی دنیا میں انقلاب برپا ہوں گے مگر وہ ذکر جو دلوں میں جاری ہو جو ہمارے خون میں مل جل جائے اور خون کے ساتھ رگوں میں دوڑنے لگے، جو ہمارے خیالات پر چھا جائے، ہماری تمنائیں بن جائے۔ ایسے مجسم ذکر ہی پیدا کرتے ہیں اور اسی غرض سے آپ دور دراز سے تکلیفیں اٹھا کر یہاں پہنچے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:-

○ — دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔

○ — اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

○ — نیز ان کے لئے بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ ان کو اپنی طرف کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے۔

(روحانی خزائن جلد ۴ آسمانی فیصلہ صـ۳۵۲)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ان جلسوں میں شمولیت کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

○ — ہر ایک نئے سال جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا۔

○ — جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی

○ — تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلّ شانہٗ کوشش کی جائے گی۔

○ — اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے (روحانی خزائن جلد ۴ آسمانی فیصلہ صـ۳۵۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اوّل یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں، اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔"

(روحانی خزائن جلد ۶ شہادۃ القرآن صـ۳۹۴)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک ارشاد کے مختلف پہلوؤں کی مزید وضاحت فرمائی اور جماعت کو ان نصائح پر ان کی روح کے ساتھ عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور نے فرمایا کہ تکبر دنیا میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ حقیقی انکسار ہے جس کے ساتھ انقلاب کے تار وابستہ ہوتے ہیں۔ یہی منکسر المزاج بندے ہیں جو دنیا میں عظیم الشان روحانی انقلاب برپا کیا کرتے ہیں۔ حضور نے دعا کی کہ خدا کرے ایسے پاک بندے جن کا ذکر مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ بکثرت پیدا ہوں۔ دنیا میں انقلاب انہیں نے بپا کرنا ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ میرا دل لبالب اس یقین سے بھرا ہوا ہے، سر سے پاؤں تک میں اس ایمان پر قائم ہوں کہ آج اگر دنیا میں کوئی پاک تبدیلی کسی نے پیدا کرنی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عاجز جماعت نے پیدا کرنی ہے جو کچھ میرے سامنے بیٹھی ہے اور کچھ مجھے اپنے سامنے دیکھ رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال اور میری عظمت کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آج جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں جگہ دوں گا۔" (مسلم کتاب البر والصلۃ باب فی فضل الحب فی اللہ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ (باقی صـ۱۱ پر)

ارشاد نبوی ﷺ

طَلَبُ الحَلَالِ جِهَادٌ

(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)

— (منجانب) —

ممبران جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا:

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۲۴ بینٹنگ لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

بانی پولیمرز

کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:

43-4028-5137-5206

خطبہ جمعہ

عالم الغیب خدا کا مطلب یہ ہے کہ اس کے غیب کا کوئی کنارہ نہیں ہے کوئی ازل میں ایسا مقام نہیں ہے جہاں کے غیب کا اس کو علم نہ ہو جس کا مطلب ہے کہ وہ ازلی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۶ ہجرت ۱۳۷۴ ہش / ۲۶ مئی ۱۹۹۵ء بمقام ناصر باغ جرمنی

خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر انٹرنیشنل الفضل کے شکریہ کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے (ادارہ)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ حشر کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (الحشر: ۲۳، ۲۴)

آج کل اسماء باری تعالیٰ کے بیان کا ایک سلسلہ شروع ہے اور آج بھی اسی سے متعلق انشاء اللہ کچھ مزید امور آپ کی خدمت میں پیش کروں گا لیکن آج مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سولہواں سالانہ اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے اور اس اجتماع کے لئے چونکہ خصوصیت سے یہی جمعہ افتتاحی اعلان کے لئے بھی رکھا گیا ہے اس لئے ابتداء میں چند لفظ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے اس سالانہ اجتماع سے متعلق کہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا ہے کہ جماعت جرمنی ہر پہلو سے ہر شعبے کے لحاظ سے ترقی کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہے اور ذیلی تنظیمیں اپنے اپنے مقام اور مرتبے کو سمجھتے ہوئے عمومی طور پر جماعت کا ایک صحت مند جزو بنی ہوئی ہیں اور ان کی اپنی صحت کے لئے ضروری ہے کہ وہ جماعت کے بدن کا ایک جزو بن کر رہیں۔ اس سے الگ اپنی کوئی ایسی شخصیت نہ بنا بیٹھیں جیسے ایک بدن کے اندر کوئی بیرونی شخصیت پیدا ہو جاتی ہے یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر ایک بدن کا کوئی عضو یا کسی عضو کا کوئی حصہ اپنا الگ تشخص بنا بیٹھے تو اسی کا نام کینسر ہوا کرتا ہے اور یہ کینسر پھر باقی بدن کو بھی کھا جاتا ہے۔ اسی لئے نظام جماعت کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مسلمان کی تعریف فرمائی ہے وہی صادق آئے تو یہ نظام زندہ رہے گا ورنہ ختم ہو جائے گا آپؐ نے فرمایا مومن ایسے ہی بھائی بھائی ہیں کہ گویا ایک بدن کے اعضاء ہیں اور بدن میں اگر پاؤں کی انگلی کے کنارے پر بھی کوئی تکلیف پہنچے تو سارا بدن بے چین ہو جاتا ہے۔ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ ہو یا مجلس انصار اللہ یا مجلس لجنہ اماء اللہ یا ذیلی تنظیمیں یا اور کسی قسم کے ذیلی گروہ ہوں جو خدمت دین کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ وہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ ایک بدن کا حصہ رہ کر ہی زندہ رہ سکتے ہیں اور ایک بدن کا حصہ رہ کر ہی دوسرے بدن کے لئے خوشخبری کا پیغام بنتے ہیں ورنہ اگر انہوں نے اپنا الگ تشخص قائم کرنے کی کوشش کی تو باقی سب بدن کے لئے نحوست اور لعنت کا پیغام بن جائیں گے۔

اس پہلو سے مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے اور دلی اطمینان کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے اگر شروع میں کبھی کچھ ذیلی گروہوں کی طرف سے سر اٹھانے کے رجحانات پیدا بھی ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو یکسر مٹا دیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ رجحانات بھی لاعلمی یا غلط فہمی کی وجہ سے ہوئے تھے۔ عدم تربیت کا نتیجہ تھے، دلوں میں کوئی ایسی کجی نہیں تھی کہ وہ ایک مستقل خطرہ بن جاتے۔ پس الحمد للہ اس وقت جماعت جرمنی ایک ہاتھ کے نیچے اسی طرح اکٹھی ہے جس طرح اسلام کا تصور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا ہے۔ سب ایک ہی بدن کا حصہ ہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی کو محسوس کرنے والے، ایک دوسرے کے غم سے تکلیف اٹھانے والے، اور مجلس خدام الاحمدیہ اس پہلو سے مبارکباد کی مستحق ہے کہ اگرچہ ایک بہت بڑی اور فعال جماعت ہے جو جماعت احمدیہ جرمنی کے بدن کا سب سے بڑا حصہ ہے کیوں کہ یہاں نوجوانوں کی تعداد دوسروں کے مقابل پر باقی دنیا کی جماعتوں سے زیادہ ہے، اس کے باوجود انہوں نے اپنے عجز اور انکساری کے مقام کو خوب سمجھا ہے اور کبھی اشارۃً بھی کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہونے دی جس سے خود سری کی بو آتی ہو۔ پس اسی نہج پر آگے بڑھتے رہیں اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو اور اجتماعی برکتیں آپ کو نصیب ہوں برکتیں ہیں ہی وہی جو اجتماعیت سے حاصل ہوتی ہیں ورنہ انفرادیت تو دراصل موت کا پیغام ہے۔ انفرادیت نظام کے بکھرنے کو کہتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ترکیب اجزاء ہی سے زندگی بنتی ہے اور جب ترکیب اجزاء منتشر ہونے لگتی ہے تو اسی کا نام موت ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ کی ابدی زندگی عطا فرمائے، روحانی لحاظ سے آپ کی صحت دن بدن بہتر سے بہتر ہوتی چلی جائے اور جماعت کا پہلے سے بڑھ کر ایک فعال حصہ بن سکیں۔

خطبات کے تعلق میں میں عالم الغیب کا مضمون بیان کر رہا تھا اور اس کے بعد پھر رحمان اور رحیم کے مضمون میں بھی داخل ہوئے تھے لیکن عالم الغیب کے تعلق میں ایک یہ بات بھی بیان کرنی ضروری ہے کہ جہاں تک مومن کی زندگی کا تعلق ہے اس کا غیب خدا کے قبضہ قدرت میں ان معنوں میں ہے کہ اس کے غیب ...

ہمیشہ مومن کے ایسے امور رونما ہوتے ہیں جو اس کے

کو پسند ہوں، اس کی خواہشات کے مطابق ہوں۔ تکلیفیں ظاہر ہوتی ہیں تو تھوڑی اور خوشیوں کا حصہ ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ایک غم کا دن ہے تو چار شادی اور خوشی کے دن خدا دکھاتا ہے اور اس طرح دشمنوں کو ذلیل کرتا چلا جاتا ہے۔ مومنوں کا غیب محفوظ ہے کیونکہ ایک پیار کرنے والے خدا کے قبضۂ قدرت میں ہے لیکن دشمنوں کا غیب ہمیشہ ذلیل اور رسواکن ہوتا ہے۔ خود بھی ذلیل اور اوروں کو بھی ذلیل کرنے والا۔ اس وجہ سے جوں جوں غیب سے پردے اٹھتے ہیں مومن کو زیادہ خوشخبریاں ملنی شروع ہوتی ہیں۔ اور جوں جوں غیب سے پردے اٹھتے ہیں دشمن کی شہادت جو بظاہر خوشی سے لبریز ہوتی ہے یعنی اس کی حاضر زندگی وہ تکلیفوں اور دکھوں اور مایوسیوں میں تبدیل ہونے لگتی ہے۔ یہ ایک ایسی جاری تقدیر ہے، ایک سنت اللہ ہے جس میں آپ کبھی تبدیلی نہیں ہوتے دیکھیں گے۔

پس اس پہلو سے کامل یقین کے ساتھ آگے بڑھیں کہ پردۂ غیب میں جو کچھ بھی ہے ہمارے لئے بہتر ہے اور دشمن کے لئے اس میں رسوائیاں اور ناکامیاں ہیں۔ یہ یقین ہے جو عمل کو مزید طاقت بخشتا ہے۔ اپنی آخرت پر اپنے انجام پر یقین قوموں کے لئے بہت قوت اور یکجہتی کا باعث بنتا ہے۔ ان کی اجتماعیت کو قائم رکھنے میں یقین بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔ پس اس پہلو سے ہم عالم الغیب خدا کے حضور ہمیشہ سجدہ ریز رہیں گے کہ وہ اپنے غیب سے ہمارے لئے جو کچھ بھی نکالے خیر کے سامان نکالے اور دشمن دن بدن ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھتا رہے۔ پس پردۂ غیب سے اس کے لئے تو نامرادیاں نکلتی رہیں اور ہمارے لئے کامیابیاں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی خوشخبریاں۔

اس پہلو سے ابھی چند دن کا ایک ذکر ہے مجھے خیال آیا کہ اس موقعہ پر میں آپ کو بتاؤں کہ خوف تو مومن کو بھی ان معنوں میں ہوتا ہے کہ پتہ نہیں ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر سکیں گے کہ نہیں مگر خوف مومن پر غالب نہیں آتا۔ مایوسی میں نہیں تبدیل ہوتا۔ چند دن پہلے تک خدام الاحمدیہ جرمنی کی طرف سے ان کے شعبہ تبلیغ کی طرف سے مجھے بہت پریشانی کے خط مل رہے تھے کہ بہت محنت کر رہے ہیں، بہت کوشش کر رہے ہیں۔ مگر پتہ نہیں کیا وجہ ہے کہ ابھی تک ہماری کوششوں کو کامیابی کے پھل نہیں لگے۔ چنانچہ انہوں نے خطوں میں لکھا ہے کہ ہم دعا کی غرض سے یہ بات لکھ رہے ہیں لیکن ہم مایوس نہیں ہیں۔ اللہ جب چاہے گا اپنا فضل فرمائے گا۔ آنے سے ایک روز پہلے مجھے اچانک مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے جو انچارج ہیں ان کی طرف سے خوشخبری کا خط ملا کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے اور اس طرح اچانک پھل گرنے شروع ہوئے ہیں جیسے پکنے کا انتظار کر رہے تھے اور اب ہر طرف سے خوشیوں کی خبریں مل رہی ہیں اور ہماری توقع کے بالکل برعکس اور خلاف۔ ہماری تبلیغ میں غیر معمولی کامیابی ہونی شروع ہو گئی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ پہلے بوزنین اور البانین بات سنتے بھی تھے تو مثبت نتیجہ ظاہر نہیں کرتے تھے اور کچھ شکوں میں مبتلا رہتے تھے۔ اب اچانک ہر طرف سے اطلاعیں ملنی شروع ہوئی ہیں کہ اتنے سو وہاں ہو گئے، اتنے سو ادھر ہو گئے اور خود بخود رابطہ کر کے وہ بیعت کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے شامل ہو رہے ہیں۔ اس پہلو سے جو اعداد و شمار ہیں وہ کل تک کے یہ تھے کہ جو پہلے بیعتیں سینکڑوں میں تھیں میرے یہاں آنے سے پہلے چار ہزار دو سو ہو چکی تھیں صرف خدام الاحمدیہ جرمنی کا حصہ، اور کل جو ہماری مجلس لگی ہے بوزنین اور البانین کے ساتھ اس میں ایک ہزار بیاسی بیعتیں اور شامل ہو گئیں تو اب خدا کے فضل سے پانچ ہزار دو سو بیاسی بیعتیں مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے حصے میں آئی ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بڑی کامیابی ہے۔ مگر ابھی کافی سفر باقی ہے انہوں نے دس ہزار بیعتوں کا عہد کیا تھا اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے چند ہفتے پہلے تک تو صرف چند سو تھیں۔ اب خدا نے جب رفتار تیز فرمائی ہے سینکڑوں کو ہزاروں میں بدلا ہے تو آپ کو بھی دعا کرتے رہنا چاہئے اور پورے زور سے آخری کوشش کرنی چاہئے کہ جلسہ سالانہ یو۔کے تک جو سال ختم ہوتا ہے اس سے پہلے پہلے آپ اپنا ٹارگٹ دس ہزار پورا کر سکیں۔ اللہ چاہے تو اس کے علاوہ اور بھی آپ کو عطا فرمائے۔

برکتیں ہمیشہ ہی وہی جو اجتماعیت سے حاصل ہوتی ہیں ورنہ انفرادیت تو دراصل موت کا پیغام ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں غیب پر بحث فرمائی ہے وہاں ایک عجیب معنی اس سے خدا تعالیٰ کے ہمیشہ رہنے کا نکالا ہے اور یہ کلام ظاہر کرتا ہے کہ کس حد تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عرفان عطا فرمایا تھا کیونکہ تمام اسلامی لٹریچر میں اس پہلو سے غیب کے مضمون کو نہ سمجھا گیا نہ اس پر روشنی ڈالی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ عالم الغیب کا ایک مطلب یہ ہے کہ "وہ جانتا ہے کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دیگا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہو گا۔" یہ جو عبارت ہے اس کو گہرائی میں اتر کر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہم جو بھی شعور رکھتے ہیں، خواہ انسان ہوں یا ادنیٰ سے ادنیٰ جانور، ایک گوبر کا کیڑا ہو وہ کچھ شعور رکھتا ہے اور اپنے اپنے شعور کے مطابق اس کا ایک عالم ہے اس کے آگے اور پیچھے سب غیب ہے۔ اور غیب کا علم صرف خدا کے لئے ہے کیونکہ وہ شخص جو مرتا ہے اس کے ساتھ پورا عالم مر جاتا ہے اس کا غیب بھی ساتھ ہی فنا ہو جاتا ہے۔ پس اگر کچھ اندازے کرتا بھی ہے کہ آئندہ کیا ہو گا تو وہ اندازے اس کی زندگی تک ہیں، اس کی فنا کے ساتھ اس کا غیب بھی مٹ جاتا ہے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

تو عالم الغیب خدا کا مطلب یہ ہے کہ اس کے غیب کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ کوئی ازل میں ایسا مقام نہیں ہے جہاں کے غیب کا اس کو علم نہ ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ازل سے ہے۔ اگر وہ ازل سے نہ ہو تو اس کو عالم الغیب کہا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ آپ ماضی میں سفر شروع کریں جہاں جا کر آپ خدا کے غیب کے علم کو ختم سمجھیں گے وہاں خدا کا وجود ختم ہو جائے گا لیکن غیب باقی ہو گا۔ پس جب اللہ فرماتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہے تو ماضی میں بھی آخری کنارے تک آپ سوچتے چلے جائیں۔ اس کے بعد پھر اور مضمون آگے بڑھ جائے گا اور حقیقت میں غیب کا نہ ماضی میں کوئی کنارہ ہے نہ مستقبل میں کوئی کنارہ ہے۔

پس عالم الغیب کا مطلب یہ ہے کہ اسے فنا نہیں اور دوسری چیزوں کا فنا ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی اور چیز عالم الغیب نہیں ہے۔ پس عالم الغیب نہ ہونا فنا کی دلیل ہے اور عالم الغیب ہونا لامتناہی بقا کی دلیل ہے۔ ماضی میں بھی ہمیشہ سے ہے اور مستقبل میں بھی وہ ہمیشہ سے رہے گا۔ اسی مضمون کو حضرت مسیح

موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عالم الغیب سے یوں نکالا ہے فرمایا "وہ جانتا ہے کہ قیامت کب آئے گی" یعنی ہر دوسرے کا غیب ختم ہو جاتا ہے گا تو وہ منصۂ شہود میں ابھرتے ہیں عارضی طور پر یہ سلسلہ جاری رہتا ہے مگر ایک ایسا وقت آئے گا کہ خدا کے غیب میں کوئی بھی شریک نہیں رہے گا اور وہ جو غیب کا آخری مضمون ہے یہ خدا کے باقی رہنے اور غیر اللہ کے کلیۃً مٹ جانے کا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عالم الغیب کی تشریح میں بیان فرمایا۔

فرماتے ہیں "وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کر دے گا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے۔" یہ وقتوں کو جاننے والا ہی مضمون ہے جو پہلے رویا میں دکھایا گیا تھا کہ اللہ وقت سے بالا ہے اور اس پر وقت نہیں گزرتا۔ پس وہ جو ماضی کے وقت کو بھی جانتا ہے اور مستقبل کے وقت کو بھی جانتا ہے اس کا ماضی میں ہونا وقت سے بالا اور مستقبل میں ہونا وقت سے بالا یہ قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ یعنی وقت اس میں کوئی تبدیلی ایسی پیدا نہیں کرتا کہ ماضی کا خدا حال کے خدا سے الگ ہو چکا ہو اور حال کا خدا مستقبل کے خدا سے جدا ہو گیا ہو۔ اس کی صفات میں کوئی ایسی تبدیلی واقع نہیں ہوتی کہ پیچھے دیکھ کر ہم کہہ سکیں یہ پرانے وقت کی باتیں ہیں اس وقت خدا ایسا ہوا کرتا تھا یا یہ آج کی بات ہے کل ویسا نہیں رہے گا۔ پس خدا کا وقت سے بالا ہونا اس کے ہمیشہ ہونے کے ساتھ ایک ایسا تعلق رکھتا ہے جس کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عالم الغیب سے تعلق جوڑ کے اس مضمون کو ہم پر روشن فرمایا۔

ایک اور مضمون اس میں یہ قابل توجہ ہے کہ یہ جتنے بھی اسماء باری تعالیٰ بیان ہو رہے ہیں اس کے آغاز میں اللہ نے ایک عنوان لگایا ہے اور وہ ہے "ھو الذی لا الٰہ الا ھو" وہی ایک اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پس جتنی بھی صفات باری تعالیٰ بعد میں بیان ہوتی ہیں ان کا دراصل توحید کی آخری صورت سے تعلق ہے جو سب سے اعلیٰ شان کی توحید ہے وہ اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ان آیات کی تشریح فرما رہے ہیں ان کو غور سے پڑھیں تو اور نئے سے نئے دلچسپ اور دلکش مضامین ابھرتے چلے آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں' پھر فرمایا: ھو الرحمان الرحیم' یہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ پھر فرماتے ہیں یہ الرحیم کے متعلق بھی میں کچھ بیان کر چکا ہوں۔ اگرچہ بہت وسیع مضمون ہے۔ اور اس کے لئے میں نے مختصر بیان کیا تھا کہ جب میں انگلستان آیا تھا تو مسلسل دو تین سال درسوں میں' ہر رمضان میں درس ہوتے تھے اس میں انہی صفات پر بحث گزری ہے یعنی سورہ فاتحہ کے آغاز میں جو چار صفات باری تعالیٰ بیان ہوئی ہیں۔ رب العالمین، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین تو چونکہ وہ مضمون بیان ہو چکا ہے اور بعد میں بھی درسوں کے دوران مختلف جگہ دہرایا گیا ہے۔ اسی لئے میں نے ان خطابات میں اس حصے کو چھوڑ دیا ہے' الگ کر دیا ہے۔ ورنہ یہ خطابات کا سلسلہ پھر بہت لمبا ہو جاتا تو اگر کسی کو دلچسپی ہے تو ان بنیادی صفات باری تعالیٰ سے متعلق پرانے درسوں کی کیسٹس وغیرہ حاصل کر لیں ان میں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے لئے کافی روشنی کے سامان ملیں گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "مالک یوم الدین" کا ذکر فرماتے ہیں یعنی "وہ خدا جو ہر ایک کی جزاء اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو۔" یہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو آیات میں نے تلاوت کی تھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان آیات کی تفسیر کے دوران سورہ فاتحہ کو بھی داخل فرمایا ہے اور ان کے آغاز کو کیوں ان کے ابھران کے بغیر ان آیات کی پوری حقیقی سمجھ نہیں آسکتی۔ سورہ فاتحہ چونکہ ام الکتاب ہے یعنی تمام قرآن کریم کی ماں ہے ان معنوں میں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ جو صفات لے کر پیدا ہوتا ہے وہ نشو و نما پا کر پھیل جاتی ہیں اور اس کی ساری زندگی پر محیط ہو جاتی ہیں۔ دیکھئے بعد میں ماہر ہو کر انسان بہت ترقی کرتا ہے اور یقین نہیں آسکتا کہ وہی بچہ تھا جو ماں کے پیٹ میں تھا مگر ایک بھی صفت وہ بعد میں اپنی خود بنا نہیں سکتا وہ تمام تر مادے جو اس کے اندر صلاحیت کے موجود ہیں وہ ماں کے پیٹ سے لیتا ہے اگر نہ لے کر چلے تو وہ کبھی داخل نہیں کر سکتا اسی لئے ڈاکٹر کو جب کوئی مریض دکھایا جائے اور اس سے مایوسی کا اظہار کریں تو بسا اوقات کہتے ہیں کہ ایک CONGENITAL کیس ہے یعنی CONGENITAL اندھا ہے' مادر زاد اندھا ہے' اس کے فلاں فلاں آثار ماں کے پیٹ میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے ان کا علاج نہیں ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ماں کے پیٹ میں بعد میں بننے والا انسان تمام تر ایک بلو پرنٹ کے طور پر بن جاتا ہے اور جو بن گیا اس کے بعد کچھ نہیں بن سکتا پس اسی لئے صفات باری تعالیٰ جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں ان کا تعلق تمام تر قرآن کریم سے ہے۔ اور قرآن کریم میں اسماء الٰہی جس جس رنگ میں بھی ان کا ذکر ملتا ہے یا ان کی تشریح ملتی ہے ان کو مزید سمجھنے کے لئے ان چار بنیادی صفات کو سمجھنا ضروری ہے۔ اور ان کے ساتھ کوئی نہ کوئی تعلق قائم ہوگا۔ اس لئے اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی صورت پر گفتگو فرما رہے ہیں "عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمان الرحیم" لیکن بیچ میں سورہ فاتحہ کی یہ صفات داخل فرما کر پھر مضمون کو دوبارہ واپس انہی آیات کی طرف لے جاتے ہیں۔

یہاں فرمایا "مالک یوم الدین" وہ جزاء سزا کے دن کا مالک ہے جس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو اور آپ کچھ نہ کرتا ہو، وہی کارپرداز سب جزاء سزا دیتا ہو اور آئندہ دینے والا ہو۔ یعنی خدا کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کے سپرد جزا سزا کا نظام اللہ تعالیٰ نے سونپ دیا ہو اور خود الگ ہو بیٹھا ہو یہ مضمون سمجھ کر توحید کا مضمون ایک نئی شان کے ساتھ ابھرتا ہے اور غیر اللہ سے انسان کلیۃً مستغنی ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ اپنے ماتحتوں کو کچھ نہ کچھ جزاء سزاء کے اختیار دیتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں لوگ اس کی محتاجی ہمیشہ محسوس کرتے ہیں اگرچہ مجبور کوئی اور ہی ہو مگر اس کے نوکروں کی خوشامدیں کرنا بھی دنیا کی شاعری میں آپ کو ہر جگہ مضمون ملتا ہے۔ غالب اس مضمون کو یوں بیان کرتا ہے

وال گیا بھی میں تو ان کی گالیوں کا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں صرف درباں ہو گئیں

یعنی جتنی بھی دعائیں مجھے یاد تھیں وہ تو میں درباں کو دے بیٹھا ہوں کہ کسی طرح وہ مجھے چوکھٹ سے گزر کر محبوب تک پہنچنے کی اجازت دے دے۔ اب اس نے گالیاں دیں ہر گالی کا میں نے جواب میں نے دعا سے دیا اور جتنی دعائیں تھیں وہ درباں کے حضور صرف کر ڈالی ہیں اب اوپر جا کر جو میری شامت آئے گی اور وہاں سے جو مجھے گالیاں ملیں گی یعنی ان کا کیا جواب دوں گا۔ وہ تو میں دربان کو دے بیٹھا ہوں یہ مضمون ہے اور ایک اور شعر میں وہ کہتا ہے کہ

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا' میری جو شامت آئی
اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کیلئے

کہ مجھے پاسبان جو میرے محبوبہ کی ڈیوڑھی پر بیٹھا حفاظت کر رہا ہے وہ پہلے سمجھا تھا کوئی فقیر آیا ہے اور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے جو شوق چڑھا کہ میں اس کی خوشامد کروں تا کہ اس کے ذریعہ مجھے رسائی ہو تو اٹھ کر میں نے اس کے قدم تھام لیئے۔ اب وہ سمجھ گیا کہ فقیروں کی تو یہ عادت نہیں ہے کہ پاسبانوں کے قدم تھامیں۔ یہ اور کوئی مخلوق آئی ہے چنانچہ ان نے پھر میرے ساتھ جو سلوک کیا وہ "میری شامت آئی" کے لفظوں میں بیان ہوا ہے۔

> اگر کسی نے سلام ڈھونڈنا ہو، نفس کا سکون تلاش کرنا ہو، طمانیت حاصل کرنی ہو، دنیا کے خطروں سے بچنا ہو اور اپنے شر سے دوسروں کو محفوظ کرنا ہو تو اسلام خدا سے اس کا تعلق جوڑنا لازمی ہے

تو اللہ تعالیٰ نے اس پہلو سے کسی کو پاسبان مقرر نہیں فرمایا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرماتا ہے۔ لست علیہم بمصیطر تو ان پر داروغہ نہیں تو نہ ان کو کچھ دے گا نہ ان سے کچھ لے سکتا ہے۔ میں ہی ہوں جو اپنی مخلوق سے جیسا چاہوں سلوک کروں۔ اسی لئے آخری مالک یوم الدین وہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کے پاس ہمارے لئے نہ کچھ دینے کے لئے نہ چھیننے کے لئے کچھ ہے پس ہر دوسرے کی چوکھٹ سے یہ مضمون آزادی دلاتا ہے۔ انسان کو کامل طور پر غیر اللہ سے آزاد کرنے والا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ذکر میں بیان فرما کر پھر "الملک القدوس" کی بات کرتے ہیں۔ یعنی یہ ایک قسم بات تھی تا کہ مالک کے مضمون کو بھی سمجھیں اور پھر "الملک القدوس" جو قرآن کریم میں ان آیات کے اندر بیان ہوا ہے جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں اس مضمون کو سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں"۔ اب یہ پہلی دفعہ ایک ایسا مضمون ہے جو آپ کو ملک اور قدوس کو ملا کر دکھائی دے گا۔ یہ تفسیر یہاں بالکل نئی ہے اور ایسی تفسیر ہے جو لازماً الہامی ہے اس کے بغیر انسان کی ان امور تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ "الملک" کو تمام تفاسیر میں الگ باندھا جاتا ہے۔ اس پر الگ بحث کی جاتی ہے۔ اور قدوس پر الگ بحث کی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "الملک القدوس" کا مطلب ہے کہ ایسا بادشاہ جو ہر عیب سے پاک بادشاہ ہے اور قدوس کے ساتھ ملائے بغیر خدا کی ملکیت کی کچھ سمجھ نہیں آسکتی اور اس کی شان ظاہر کرنے کے لئے لازم ہے کہ ہم اسے قدوس کے ساتھ اکٹھا ان معنوں میں پڑھیں کہ وہ ملک جو ہر عیب سے پاک ہے۔ یہ مضمون بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں ہے" یعنی ہر دوسری بادشاہت سے "الملک القدوس" کی جو برکت ہے اسی نے اللہ کو ممتاز کر کے الگ کر دیا۔ کسی اور بادشاہ کو اللہ تعالیٰ سے ان معنوں میں کوئی مشابہت نہیں رہی باوجود اس کے کہ ہر بادشاہ بادشاہ ہی کہلاتا ہے۔ فرق کیا ہے۔ وہ بادشاہ قدوس نہیں ہے اور اللہ قدوس ہے۔ قدوس نہ ہونے کے نتیجے میں انسانی بادشاہت میں کیا فرق پیدا ہوتا ہے اس ذکر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں اگر مثلاً تمام رعیت جلاوطن ہو کر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی"

یعنی بظاہر بادشاہ حکمران ہے اور مخلوق اس کی محتاج ہے۔ آپ فرماتے ہیں اگر بنظر غور دیکھو تو دنیا کا بادشاہ اتنا بے اختیار ہے کہ وہ اپنی رعیت کا محتاج ہے جب کہ اللہ اپنی مخلوق کا محتاج نہیں ہے اور اگر رعیت یہ فیصلہ کر لے کہ ہم اس وطن کو چھوڑ دیتے ہیں تو بادشاہ اکیلا اپنی بادشاہی کی جوتیاں چٹخاتا پھرے گا کچھ بھی اس کے پاس باقی نہیں رہے گا سوائے اس کے اپنا قدم، اپنے ہاتھ جو ذات کی طاقت ہے اس سے بڑھ کر اس کی کوئی بھی طاقت نہیں رہے گی لیکن اللہ تعالیٰ اس قسم کا بادشاہ نہیں ہے کیونکہ یہ تو ایک عیب ہے کہ بادشاہ اپنی رعیت سے طاقت حاصل کرے اور کلیۃً اس کا محتاج ہو یہ ایک ایسا عیب ہے جو خدا کی بادشاہی میں نہیں ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں، مثلاً "اگر تمام رعیت قحط زدہ ہو جائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے گا"۔ اب قحط کا وارد ہونا یا نہ وارد ہونا یہ بھی بادشاہت کی عظمت یا اس کی مفلوک الحالی سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے۔ ایک ملک کو خدا تعالیٰ قحط زدہ کر دے تو بادشاہت جاری نہیں رہ سکتی۔ نہ خراج ملے گا نہ ملازمت کے لئے کچھ پیٹ بھرنے کے سامان بادشاہ مہیا کر سکتا ہے۔ نتیجۃً فساد پھیلتے ہیں بغاوتیں ہوتی ہیں۔ اور خزانے خالی ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ بعض دفعہ فوج اور پولیس کو دینے کے لئے بھی کچھ باقی نہیں رہتا۔

> اسلام کا نام لفظ سلام ہی سے لیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں جب تک کہ وہ سلام خدا سے اپنا تعلق نہ جوڑے

اسی قسم کے ایک قحط کا ذکر سورہ یوسف میں ملتا ہے کہ اس بادشاہی کو سہارا ملا تو اللہ کی بادشاہی سے ملا اور یہ مضمون ہے جو خاص طور پر پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ سورہ یوسف بڑے گہرے مضامین سے بھری پڑی ہے۔ اس میں ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اس کو تو غیب کی اتنی بھی خبر نہیں تھی کہ کل کیا ہونے والا ہے، کل یہ ملک کس طرح قحط زدہ ہو جائے گا اور اگر پیش بندی نہ کی گئی تو سب کچھ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ بڑے آرام سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس ملک و قحط سے بچانے والا وہ بادشاہ تھا جسے خدا نے بادشاہت عطا فرمائی تھی جو الملک القدوس کا نمائندہ تھا اس کو خدا نے خبر دی اور اس کے نتیجہ میں دنیا کی بادشاہت بچائی گئی۔ پس اصل وہ بادشاہ ہے جو ہر دوسری بادشاہت کا سہارا بنتا ہے اگر سہارا بنے۔ اور اگر نہ بنے تو ہر دوسری بادشاہت ہلاک ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں میں نے آپ سے حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو عیب کا مضمون باندھا ہے اپنے تعلق میں اس کا بھی ذکر کیا تھا۔ انہوں نے خزانے کی چابیاں لینے سے انکار کر دیا یا کوئی بھی عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا حتیٰ کہ آزادی سے بھی انکار کر دیا جب تک پہلے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ انہوں نے غیب میں اس عورت کے خاوند سے بے وفائی یا غداری نہیں کی تھی جس کے گھر وہ پلے تھے۔ اور آزادی کس کو پیاری نہیں ہوتی مگر آپ نے کہا نہیں میں ایسی آزادی پر تھوکتا بھی نہیں جس کے ساتھ بد دیانتی کا داغ ہمیشہ لگا رہے۔ پس بادشاہ سے کہو تمہارا شکریہ میں باہر نہیں آؤں گا جب تک یہ ثابت نہ کرو، پتہ نہ کرو کہ میں واقعی خیانت نہیں کی تھی تب وہ باہر تشریف لائے اور خدا تعالیٰ نے دیکھیں کس شان سے اس امانت کا حق ادا کیا کہ سارے ملک کی امانت کی چابیاں آپ کے سپرد کر دیں اور سارے ملک کے امین بنائے گئے

اب ایک اور بات جس میں نے پچھلے خطبہ میں ضمناً ذکر کی تھی مگر اس وقت کھول نہیں سکا تھا مجھے یاد آئی ہے تو وہ بھی ساتھ پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے دیانت اور تقویٰ کی خاطر اپنے اوپر داغ نہیں لگنے دیا اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے صرف یہی فضل نہیں کیا کہ اس وقت آپ کو سارے خزانوں کی کنجی تھی جو دی گئی بلکہ بچپن میں جو جھوٹا ایک الزام لگا تھا اس کا داغ بھی اس واقعہ کے نتیجے میں دھو دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب یوسفؑ کے بھائی آئے اور پھر وہ چوری کا الزام لگا تو اس وقت وہ چوری کا الزام دو طرح سے حضرت یوسفؑ کے حق میں کام آگیا۔ اول یہ کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی جنہوں نے حضرت یوسفؑ پر چوری کا الزام لگایا تھا ان پر چوری کا الزام لگ گیا اور وہ خود سزا پا گئے۔ اور دوسری طرف ان کے دل کا یہ کینہ باہر نکل آیا کہ اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی یعنی حضرت یوسفؑ نے بھی چوری کی تھی یہ الزام انہوں نے اس وقت سے پال رکھا ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے ان میں سے کئیوں کے دل میں واقعتاً یہ یقین ہو تبھی اتنی دیر کے بعد ان کا خیال آیا کہ یوسف نے بھی ایک دفعہ چوری کی تھی اور حضرت یوسف کے سامنے خدا تعالیٰ نے ان کی گرہیں کھولیں اور ثابت کر دیا کہ یوسف نے چوری نہیں کی تھی۔ تو ایک دیانت داری کے نتیجے میں اور خیانت کے داغوں سے بھی آپ کو پاک فرمایا گیا۔

یہ ہے عالم الغیب خدا جس کے ساتھ اگر آپ تعلق باندھیں تو غیب میں جیسا خدا آپ سے سلوک فرماتا ہے ویسا خدا کے بندوں سے بھی آپ غیب میں سلوک فرمانا شروع کریں اور اگر آپ غیب میں خدا کے بندوں سے ویسا سلوک فرمائیں گے تو اللہ پھر اپنے غیب سے اور نعمتیں آپ کے لئے ظاہر کرتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے حیرت انگیز طریق پہ انعام نازل فرمائے۔ پس غیب کے مضمون کو غائب کے معنوں میں نہ سمجھیں۔ غیب سے آپ کا حال بھی چل پاتا ہے، آپ کی شہادت بھی رونق پاتی ہے اور آپ کا مستقبل بھی عالم الغیب خدا سے تعلق جوڑنے کے نتیجے میں سنورتا ہے اگر آپ غیب کا حق ادا کرنا خدا سے سیکھیں اور بحیثیت میں اس دنیا میں امانت اور صداقت کے حقوق ادا کرنا سیکھ لیں۔

> **وہ جس کے شر سے بنی نوع انسان محفوظ ہو جائے محض اس لئے کہ اس نے سلام خدا سے تعلق باندھا ہے تو اللہ رفتہ رفتہ اس کو بنی نوع انسان کے شر سے بھی محفوظ کرتا چلا جاتا ہے۔**

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں اس موقعہ پر فرماتے ہیں کہ وہ تمام رعیت محفوظ ہو جائے "اب کسی کو کیا پتہ کہ کل کیا ہونے والا ہے اور بادشاہت اس کے ساتھ ہی جاتی رہے گی فرماتے ہیں" اور کچھ نہیں تو اگر بغاوت کے آثار ظاہر ہوں اور ایک رعیت کہنے لگے کہ تمہیں ہم پر کیا فضیلت حاصل ہے اور ہم تمہاری بادشاہت کو تسلیم نہیں کرتے، اب یہ وہ بات ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے کچھ عرصہ بعد روس میں عملاً ظاہر ہوئی اور زار کی زاریت کے جو ٹکڑے اڑے ہیں وہ اسی باغیانہ سرکشی کے نتیجے میں اڑے ہیں جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

تو غیب کی خبروں کے ذکر میں اللہ تعالیٰ آپ کی زبان سے بھی غیب کی باتیں جاری فرما رہا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ "ایک دم میں ملک کو فنا کر کے اور مخلوقات پیدا کر سکتا ہے" یہ جو اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے یہ اسے دوسروں کے سامنے جھکنے سے آزاد کر دیتا ہے۔ اگر بادشاہ کی رعیت اسے چھوڑ جائے یا بغاوت کر جائے یا ملک کسی اور طریقے سے مصیبتوں کا شکار ہو جائے تو براہ راست بادشاہ کی بادشاہت ختم ہوتی ہے کیونکہ وہ قادر نہیں ہے، تو انا نہیں ہے، خالق نہیں ہے۔ مگر اللہ کی بادشاہت کو ایک ذرہ بھی فرق نہیں پڑ سکتا اگر تمام مخلوقات اس سے روگردانی کریں تو وہ ان سے بہتر مخلوقات پیدا کر سکتا ہے اور یہ جو خیال ہے یہ ایک تصوری بات نہیں قرآن کریم میں بعینہ یہی مضمون بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بنی نوع انسان ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ اگر تم نے صحیح روش اختیار نہ کی تو خدا اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں فنا کر دے اور تمہاری جگہ تم سے بہتر مخلوق بنا لائے اور وہ مخلوق ایسی ہوگی کہ پھر تمہاری طرح نافرمانی نہیں کرے گی بلکہ تم سے بہتر اخلاق کا مظاہرہ کرے گی۔ تو وہ بادشاہ جو عیب سے پاک ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں ہے۔ پس خالق ہونا اور قادر ہونا یہ چونکہ عیب سے پاک ہونے کی نشانی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "الملک القدوس" کے ضمن میں دوسری صفات وہ بیان فرمائیں جن کو بظاہر کہیں ملتا نہیں انہی مذکورہ صفات سے وہ پیدا ہوتی ہیں۔

فرمایا، بادشاہ جو قدوس ہو اس کا لازماً یہ معنی ہے کہ ہر عیب سے پاک ہے اور اللہ کی بادشاہت عیب سے پاک ہو نہیں سکتی جب تک کہ وہ قادر نہ ہو، جب تک کہ وہ خالق نہ ہو، جب تک کہ وہ رحیم نہ ہو اور ان تمام صفات کے نتیجے میں اس کی ملکیت ہر عیب سے پاک بن کر ابھرتی ہے۔ پس جیسا کہ میں نے ایک دفعہ پہلے بیان کیا تھا صفات کی کوکھ سے دوسری صفات پھوٹتی ہیں اور قرآن کریم میں جو سورہ فاتحہ میں چار صفات بیان ہوئی ہیں ان پر اگر آپ غور کریں یعنی گہرا گہرا غور کریں اور دعا کے ذریعے توفیق مانگیں تو پھر آپ حیران رہ جائیں گے یہ دیکھ کر کہ ان صفات سے تمام صفات باری تعالیٰ کا ایسا ہی تعلق ہے جیسا ماں کا بچے سے ہے۔ ماں کی صفات جس طرح بچہ حاصل کرتا ہے اور نئی چیز لے کر نہیں آتا اسی طرح قرآن کریم کی تمام صفات رب، رحمان، رحیم اور مالک یوم الدین کی صفات کے بچے ہیں اور انہی سے پھوٹتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اگر ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی" اب یہ بھی بہت اہم مضمون ہے۔ قدوس خدا جو ہر عیب سے پاک ہے چونکہ اس کا قادر ہونا ضروری ہے اس کا خالق ہونا ضروری ہے اس لئے وہ ظلم سے پاک ہے اور کوئی بادشاہ جو خالق اور قادر نہ ہو وہ ظلم کرنے پر مجبور ہو جایا کرتا ہے۔ مگر اللہ کا ظالم نہ ہونا اس کی عظیم الشان صفات یا مقدرتوں کے نتیجے میں ہے۔ اسی کی تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو پھر بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی"۔ اور بہت سی وجوہات کے علاوہ ایک یہ وجہ بیان فرمائی ہے "کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر پھر دوسری دنیا کہاں سے لاتا۔ کیا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں بھیجنے کے لئے پھر پکڑتا اور ظلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لے لیتا"۔

یہ وہ مضمون ہے جس کا ذکر آپ کو براہین احمدیہ میں آریوں کے ساتھ بحث میں ملتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون میں خدا تعالیٰ کے ہمیشہ سے ہونے یعنی ہمیشہ خالق ہونے کی دلیل نکالی ہے اور باری ہونے کی دلیل نکالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص نئی چیز ہی پیدا نہیں کر سکتا اور روحیں ہمیشہ سے ہیں جیسا کہ آریہ سمجھتے ہیں تو پھر جب ان کو معاف کر دیا تو وہ سب

سے علیحدہ ہو کر خدا کے دائرہ اختیار سے ایک طرف ہٹتی چلی جائیں گی۔ دائمی نجات حاصل کر کے ان کو دوبارہ دارالعمل میں نہیں بھیجا جا سکتا۔ اور اگر بھیجا جائے تو ظلم ہوگا کہ ایک ہاتھ سے تو معافی دی دوسرے ہاتھ سے معافی واپس لے لی۔ پس خدا تعالیٰ کا ظالم نہ ہونا اس بات کا متقاضی ہے، اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کی بجائے جب چاہے دوسری مخلوق پیدا کر سکے۔ پس اگر ایک مخلوق کو معافی دے کر دارالعمل سے ہمیشہ کے لئے نجات بخش دی ہے تو اس کی دنیا مخلوقات سے خالی نہیں ہو سکتی کیوں کہ وہ نئی پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور یہ اس کے دائمی ہونے کا ایک ثبوت ہے۔ ورنہ اگر وہ ایک دفعہ روحوں کو معافی دے دیتا اور ظلم نہ کرتا تو چونکہ ازل کا کوئی کنارہ نہیں ہے اس لئے لا متناہی مدت پہلے جس کا انسانی تصور بھی نہیں باندھ سکتا تمام مخلوق خدا کے قبضہ قدرت سے باہر نکل چکی ہوتی ہے۔ اور چونکہ ایسا نہیں ہوا اس واسطے یہ عالم کون و مکان اس بات کا گواہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جو ہمیشہ سے موجود روحوں کا محتاج نہیں ہے، ہمیشہ سے موجود مادے کا محتاج نہیں ہے بلکہ جب چاہتا ہے نئی روحیں پیدا کرتا ہے، جب چاہتا ہے نیا مادہ پیدا کرتا ہے وہ حرف "کن" کہتا ہے اور اس کے ارادے سے ہر چیز وجود میں آجاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ظالم نہ ہونے کے منطقی نتیجے کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں

"دنیا کے بادشاہوں کی طرح داغ دار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں بات بات پر بگڑتے ہیں اور اپنی خود غرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں" اگر خدا ایسا ہوتا تو پھر خدا بھی ظلم کے بغیر رہ نہیں سکتا تھا کیونکہ بادشاہوں کا ظلم ان کی بے اختیاری کے نتیجے میں ان کے لئے لازم ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں مثلاً ایک جہاز کو بچانے کے لئے ایک کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے اور ہلاک کر دیا جائے تو یہ بادشاہ کے لئے مجبوری کا فیصلہ ہے اور دنیا کی تمام حکومتوں میں ہمیشہ سے یہ ہوتا چلا آیا ہے اور آج کے زمانے میں بھی یہی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت یونسؑ بھی جب کشتی میں سوار تھے تو جب کشتی ڈولی ہے اور خطرہ پیدا ہوا ہے کہ ڈوب جائے گی اور ایک شخص کا بوجھ کم کرنا چاہئے تو قرعہ حضرت یونسؑ کے نام نکلا اور یہ ظلم کہ ایک معصوم آدمی کو پھینک دیا جائے یا قرعہ کو کیوں نہ پھینکا جائے۔ کسی کو پھینکنا ہے کسی کو نہ پھینکا جائے۔ جہاں وجہ ترجیح باقی نہ رہی وہاں ظلم شروع ہو گیا۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں یہ دنیاوی بادشاہوں کی بے اختیاری کی نشانی ہے مجبوری ہے جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک کشتی کے سواروں کو ہلاک کرنے سے پورے جہاز کی سواریاں بچ سکتی ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کو قربان کر دو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ فرماتے ہیں "مگر خدا کو تو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہیئے۔ پس اگر خدا پورا اقتدار اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو وہ یا تو کمزور راجوں کی طرح (راجہ سے مراد یہاں بادشاہ یا ریاستوں کے سربراہ ہیں) قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا یا عادل بن کر … خدائی کو الوداع کہہ دیتا بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے" پھر فرمایا۔ "السلام" یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب سے سختیوں سے محفوظ ہے، محفوظ ہی نہیں بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اب وہ بادشاہ جو اپنی انسانی مجبوری کی وجہ سے بار بار ظلم کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جب مخلوق فاقے کر رہی ہے اور اس کو اپنی سلطنت کو بچانے کے لئے زیادہ خرچ کی ضرورت ہے تو ظالمانہ ٹیکس بھی لگاتا ہے۔ کئی طرح کے حیلے بنا کر وہ آخر اپنی

مخلوق کی تکلیف کے بدلے اپنا خوشی حاصل کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ خدا جو "ملک القدوس" ہے اس سے چونکہ کسی ظلم کا کوئی خطرہ نہیں اس لئے اس کے بعد فرمایا السلام یعنی وہ خدا اسلام ہے خود بھی ہر قسم کے خطرے سے بالا پاک ہے اور تمام مخلوق بھی اس کی طرف سے ہر قسم کے خطرے اور تکلیف سے پاک اور محفوظ ہے یہ معنی ہے السلام کے۔ اور سلام کو خدا نے "ملک القدوس" کے ساتھ اس لئے جوڑا ہے کہ وہ بادشاہ جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہوگا اس کی طرف اس کی رعایا کو کوئی خطرہ نہیں وہ لازماً امن میں ہے۔ ورنہ بادشاہ جو نقائص رکھتا ہے اس کی رعایا کو کبھی کبھی خود اس بادشاہ کی طرف سے خطرہ درپیش ہوگا اور پھر اس کے برعکس بھی درست ہے۔ ایسے بادشاہ کو کبھی بھی پوری طرح امن نصیب نہیں ہوتا جو نقائص سے پاک نہ ہو اور بسا اوقات اپنی رعایا کی طرف سے اس کو خطرہ درپیش ہوتا ہے اور جتنے ظلم بادشاہتوں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اس کی مرکزی وجہ یہی ہے کہ اگر اورنگ زیب نے بھائیوں کی آنکھیں نکلوائیں اور باپ کو قید کیا اور بڑے بڑے مظالم کے سلوک کئے تو بہت داغ دار بن کر اس کی شخصیت ابھرتی ہے۔ لیکن اس کی ایک مجبوری تھی جو ہر بادشاہ کے ساتھ لگی ہوئی ہے کیونکہ وہ ان کی طرف سے نہ اپنے باپ کی طرف سے امن میں تھا نہ اپنے بھائیوں کی طرف سے امن میں تھا۔ تو السلام کہہ کر یہ فرمایا کہ الملک القدوس ہے داغوں سے پاک بادشاہ ہے یہ اپنی مخلوق کی طرف سے امن میں ہے اس کو اپنی مخلوق کی طرف سے کوئی بھی خطرہ نہیں ہے۔ اور چونکہ اپنی مخلوق کی طرف سے اس کو خطرہ نہیں ہے اس کا برعکس بھی درست ہے کہ اس کی مخلوق کو بھی اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

پس وہ "السلام" ہے کامل سلامتی ہے اور اگر کسی نے سلام ڈھونڈنا ہو، نفس کا سکون تلاش کرنا ہو، طمانیت حاصل کرنی ہو، دنیا کے خطروں سے بچنا ہو اور اپنے شر سے دوسروں کو محفوظ کرنا ہو تو سلام خدا سے اس کا تعلق جوڑنا لازمی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس الٰہی صفت یا اسم الٰہی پر غور کرنے سے ہمیں سمجھ آتی ہے۔ اور یاد رکھنے کے لائق بات یہ ہے کہ اسلام کا نام لفظ سلام ہی سے لیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان کہلانے کا مستحق ہی نہیں جب تک کہ وہ سلام خدا سے اپنا تعلق نہ جوڑے اور جب وہ سلام خدا سے تعلق جوڑے گا تو بنی نوع انسان اس کے شر سے محفوظ ہو جائے گی اور وہ جس کے شر سے بنی نوع انسان محفوظ ہو جائے محض اس لئے کہ اس نے سلام خدا سے تعلق باندھا ہے تو اللہ رفتہ رفتہ اس کو بنی نوع انسان کے شر سے محفوظ کرتا چلا جاتا ہے۔ اور دن بدن اس کا سفر سلامتی کے بعد ایک اور سلامتی کی طرف اٹھتا ہے اور ایک اور سلامتی کے بعد پھر ایک اور سلامتی میں وہ داخل ہوتا ہے اور یہ لامتناہی سفر سلام کا سفر ہے۔ یہاں تک کہ انسان جب مرنے کے بعد خدا کے حضور پیش ہوگا تو جنت میں بھی، قرآن کریم فرماتا ہے کہ سلام کے لفظ سے اس کا استقبال کیا جائے گا۔ "سلام قولاً من رب رحیم" رب رحیم کی طرف سے اس کو سلام کا پیغام پہنچے گا۔ کیوں کہ اب وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے میں اس پہلو پر چند لفظ کہہ کر آپ سے اجازت چاہوں گا کہ آپ نے بھی دنیا میں سلام خدا کی نمائندگی کرنی ہے۔ اس کے بغیر یہ دنیا امن کا گہوارہ بن نہیں سکتی۔ جن ملکوں میں آپ ہیں ان میں طرح طرح کی بد امنیاں ہیں، طرح طرح کے خطرات ہیں، ایک انسان دوسرے انسان سے محفوظ نہیں یہاں تک کہ بعض معصوم بچے اپنے ماں باپ سے بھی محفوظ نہیں جن سے ان کو سب سے زیادہ حفاظت کی توقع ہوتی ہے۔ CHILD ABUSE کے CASES عام ہیں۔ چوری، دغا بازی، دھوکہ، فساد، ڈاکے، چند پیسوں کی خاطر قتل، ہر قسم کے جرائم جو دنیا میں پھیلتے ہیں یہ سلام خدا

سے دوری کا نتیجہ ہیں۔

> آپ چونکہ سلام خدا کے نمائندہ ہیں جب تک آپ سلام سے اپنا تعلق نہیں جوڑتے آپ پر بھی سلامتی نازل نہیں ہو سکتی اور آپ دنیا کے لئے بھی سلامتی کا موجب نہیں بن سکتے

پس آپ چونکہ سلام خدا کے نمائندہ ہیں جب تک آپ سلام سے اپنا تعلق نہیں جوڑتے آپ پر بھی سلامتی نازل نہیں ہو سکتی اور آپ دنیا کے لئے بھی سلامتی کا موجب نہیں بن سکتے۔ سلام خدا سے تعلق جوڑنے کا یہ طریق نہیں کہ آپ لفظ سلام، سلام دہراتے رہیں۔ سلام خدا کے اس مضمون پر غور کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے حوالے سے میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے تو لازم ہے کہ اگر سلام خدا سے آپ کو محبت اور تعلق ہے تو آپ اپنے لئے سلام کی صفات اپنانے کی کوشش کریں گے جو صفات سلام خدا کی آپ کے سامنے رکھی گئی ہیں ان کو اپنی ذات میں پرکھ پرکھ کر الٹ پلٹ کر دیکھتے رہیے کہ وہ صفات آپ کی ذات میں موجود اور محفوظ ہیں کہ نہیں۔ اگر آپ سے دنیا کو آج خطرہ نہیں ہے اور کل خطرہ ہو تو پھر سلام سے آپ کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ سلام کی صفت زمانے سے پاک ہے۔ بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ ایک انسان اچھے حال میں ہے، کھاتا پیتا ہے، وہ اپنے دوستوں سے جو معاملہ کرتا ہے ان کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس کی ضرورت کوئی نہیں ہے بے وجہ ہمیں تنگ نہیں کرے گا مگر کل کو حالات بدل جاتے ہیں۔ کل کلاں کو اس پر ایسی مصیبت ٹوٹتی ہے کہ وہ مفلوک الحال ہو جاتا ہے۔ پھر بھی اگر وہ سلام ہی ہے اور پھر بھی اگر دوسروں کے اموال کو اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں تو یہ وہ تعلق ہے جو اس کا سلام خدا سے قائم ہو چکا ہے۔ اور اگر یہ تعلق قائم ہو جائے تو پھر انتہائی تکلیف کے وقت بھی اس کے لئے مایوس ہونے کا کوئی مقام نہیں کیونکہ واقعہ یہ ہے اور اس میں ایک ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ جو لوگ خدا یعنی سلام خدا سے تعلق جوڑتے ہیں ان کی ہر بدامنی سلامتی میں تبدیل کی جاتی ہے۔

چنانچہ مسلمانوں سے جو خدا نے وعدہ فرمایا آیت استخلاف میں مذکور ہے اس وعدے میں یہ بات مرکزی طور پر بیان فرمائی کہ "ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا" کہ خدا یہ عہد کرتا ہے کہ وہ مسلمان جو خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں گے اور اپنے آپ کو خدا کا خلیفہ سمجھتے ہوئے اس کے حق ادا کریں گے ہم ان کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کر دیں گے۔ پس یہ سلام خدا سے تعلق ہے جس کی جزا ہے اور دنیا کو آج صفت سلام کی بے انتہا ضرورت ہے۔ اندرونی طور پر، بیرونی طور پر، گھروں میں، گلیوں میں، شہروں میں، ملکوں میں ہر طرف بدامنی پھیلتی جا رہی ہے۔ پس آپ سلام بنیں گے تو دنیا کے لئے سلامتی کی کوئی امید ہوگی۔ آپ جو خدا کے نمائندہ ہیں اگر آپ سلام بن کر نہ دکھایا تو اس دنیا کے امن کے لئے کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

مقبول حسرت جو کروڑوں سال پہلے کا دن تاریخ بتا دیتے ہیں

مکرم حمید اللہ خاں صاحب افغانی سہارنپور کے ہمراہ سہارنپور کے ایک نوجوان مقبول حسرت صاحب تحقیق حق کی غرض سے قادیان تشریف لائے تھے مقبول حسرت نہایت سنجیدہ۔ مجمعدار اور حلیم الطبع نوجوان ہیں۔ مقبول حسرت کی عمر ۲۱ سال ہے عزیز موصوف مکرم حمید اللہ خاں صاحب افغانی کے بیٹے کے ساتھ کالج میں زیر تعلیم ہیں چھوٹی سی عمر میں عزیز مقبول حسرت نے سائنس کے ساتھ انٹرمیڈیٹ کرنے سے قبل ہی اپنے ذہن سے ایک ایسا حیران کن کیلنڈر تیار کر لیا ہے جس سے ہزار دو ہزار سال نہیں بلکہ لاکھوں کروڑوں سال پہلے کی اس تاریخ کا بھی دن معلوم کیا جا سکتا ہے جب اس زمین پر انسان کی بھی تخلیق نہیں ہوئی تھی یعنی جب دن تاریخ اور ماہ و سال کا تصور بھی نہیں تھا۔

عزیز مقبول جب پرائمری کے طالب علم تھے ایک روز ایک استاد نے اپنی کلاس میں بتایا کہ زمین کی عمر چار ارب پچاس کروڑ سال ہے مقبول کا ننھا دماغ سوچنے لگا کہ اگر زمین کی عمر اتنی ہے تو اس کی پیدائش کا دن کون سا ہوگا۔ حسرت نے جب یہ سوال استاد سے کیا تو انہوں نے اسے ڈانٹ دیا کہ یہ کیا واہیات سوال ہے مگر مقبول کا دماغ اس سوال میں الجھا رہا اور اس نے اس کے لئے مختلف کتب پڑھیں حساب کتاب کے بہت سے تجربے کئے اور بالآخر چار سال کے بعد مقبول ایک ایسا کیلنڈر تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا جو لامتناہی ہے موجودہ عیسوی کیلنڈر کی کسی بھی تاریخ کا دن مقبول کے اس کیلنڈر کی مدد سے معلوم کیا جا سکتا ہے چاہے وہ کروڑوں اربوں سال پہلے کا ہو یا بعد کا۔

یہ کیلنڈر ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں علم ریاضی کے پانچ مختلف طریقے اور اہم فارمولے تیار کئے گئے ہیں۔ بقول مقبول حسرت دنیا کا یہ اس نوعیت کا پہلا کیلنڈر ہے۔ علم ریاضی اور تاریخ کے زاویوں سے اس کیلنڈر کی کیا اہمیت ہے اس کا صحیح اندازہ ابھی نہیں لگایا گیا ہے تحقیقی اداروں کو بھی اس کیلنڈر کے ایجاد ہونے کی خبر نہیں ہے۔ لیکن مقبول نے اس کی نقول کئی سرکاری اداروں کو بھیج دی ہیں اور انہیں پوری امید ہے کہ ان کی اس ایجاد اور اس کی افادیت کو بالآخر ایک روز ضرور تسلیم کر لیا جائے گا۔

عجیب بات یہ ہے کہ مقبول حسرت نے اپنے اس کیلنڈر کی رو سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دنیا کی تخلیق کا دن جمعہ تھا۔ مقبول حسرت کی اس ایجاد کی خبریں۔ قومی آواز دہلی۔ ڈیلی وشوامانو ڈیلی۔ دون درپن سہارنپور ڈیلی جاگرن میرٹھ

ہفتہ وار دہرادون ایران دلو امر اجالا۔ قومی آواز لکھنؤ۔ ملی اتحاد آندھرا پردیش۔ جمعیت ٹائمس مہاراشٹر وغیرہ میں شائع ہوئی ہیں۔

اسی طرح جے وی جین کالج کے پروفیسر ڈاکٹر ڈی بسی گپتا جو اس کالج میں میتھمیٹکس کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں نے مقبول حسرت کی اس ایجاد کو نئی اور انوکھی قرار دیا ہے۔ عزیز مقبول حسرت اپنی اس خداداد صلاحیت اور ایجاد کو گنیز ورلڈ بک میں ریکارڈ کرانے کیلئے کوشاں ہیں۔ اللہ کرے کہ عزیز موصوف کی یہ ایجاد عالم اسلام کا نام سربلند کرنے کا موجب ہو اور یہ نئی ایجادات کے لئے آئندہ کئی ایجادات کا پیش خیمہ ہو۔ ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ڈکشنری آف جغرافیہ (W. G. Moore) ۱۹۶۳ء تھرڈ ایڈیشن صفحہ نمبر ۳۰ میں گرے گوری سائنس دان کے مطابق جو صدی ۴۰۰ سے تقسیم ہوتی ہے وہ ۳۶۶ دن کی ہوتی ہے جبکہ مقبول حسرت کے اس کیلنڈر کے مطابق*

*وہ جو صدی ۴۰۰ سے تقسیم ہوتی ہے وہ ۳۶۶ دن کی بھی ہوگی ۳۶۵ دن کی بھی ہوگی اور ۳۶۴ دن کی بھی ہوگی۔

جزائر انڈیمان کی دوسری سالانہ کانفرنس کا شاندار انعقاد

● جلسہ سیرۃ النبی صلعم ● مسجد بیت التوحید کا افتتاح ● پریس کانفرنس ● ایک نوجوان کا قبول احمدیت

جماعت احمدیہ انڈیمان کی طرف سے دوسری سالانہ کانفرنس جزائر انڈیمان اور نکوبار کے دارالحکومت پورٹ بلیر میں ۲۱ - ۲۲ - اپریل ۹۵ء کو نہایت شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوئی

جلسہ پیشوایان مذاہب

مورخہ ۲۲/۴/۹۵ کو شام ٹھیک ۵ بجے دوسری سالانہ کانفرنس کا آغاز زیر صدارت مکرم و محترم ٹی بی محمد طاہر صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ پورٹ بلیر ہوا۔ مکرم غلام احمد صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت نے تلاوت قرآن مجید اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ مکرم سلطان احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ پورٹ بلیر نے کلمہ استقبالیہ پیش کیا آپ نے جلسہ پر آئے تمام مہمانان کو خوش آمدید کہا اور جماعت کی غرض و غایت اور مختصر تعارف فرمایا۔ بعدہ مکرم و محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے اسلامی تعلیم کو نیز عزیزوں سے سلوک کے بارے نیز قرون اولیٰ کی مثالوں کو بیان کرتے ہوئے تفصیل سے تقریر کی۔ رواداری اتحاد و اتفاق - اخوت و محبت اور بھائی چارہ وغیرہ کے بارے میں اسلامی نظریات کو پیش کرتے ہوئے سیرت آنحضرت صلعم پر بھی روشنی ڈالی۔ آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص اقتباسات جو کہ غیر مذاہب والوں سے تعلق رکھتے ہیں بیان کر کے اپنی تقریر کو انجام تک پہنچایا۔

بعد ازاں سکھ دھرم سے سردار بھگنا در سنگھ صاحب۔ ہندو دھرم کے سوامی شکتی چیتنیہ صاحب۔ عیسائی دھرم سے فادر ڈیو آنند صاحب نے سلسلہ وار تقاریر کیں انہوں نے اپنے اپنے دھرم کی نمائندگی کرتے ہوئے انسانیت اور بھائی چارہ بن کر رہنے کی نصیحت فرمائی اور بتایا کہ دھرم انسان کو انسان سے الگ نہیں کرتا بلکہ قریب کرتا ہے۔

آخر میں مکرم ٹی. پی طاہر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں اسلام کی خاصیت کو بیان کیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے کلمہ تشکر پیش کیا آخر دعا کے ساتھ یہ کانفرنس ساڑھے آٹھ بجے خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

ایک ہزار سے زائد افراد جلسہ گاہ کے قریب کھڑے ہو کر جلسہ کی تمام تقاریر توجہ سے سنتے رہے

جلسہ سیرت النبی صلعم

مورخہ ۲۳/۴/۹۵ کو ۱۰ بجے جلسہ سیرت النبی صلعم پورٹ بلیر احمدیہ مسجد میں زیر صدارت مکرم و محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان منعقد ہوا۔ مکرم غلام احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ بعد مکرم فیاض احمد صاحب نے نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اور مکرم ٹی. پی محمد طاہر صاحب۔ مولوی ایم ناصر احمد صاحب مکرم ٹی. پی رحمت اللہ صاحب۔ مکرم حبیب احمد صاحب طارق قادیان وغیرہ نے مختلف موضوع پر تقاریر کیں مکرم صدر صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں جماعت کے نظام کے بارے روشنی ڈالتے ہوئے ہر قسم کی قربانی کے میدان میں قدم کو آگے بڑھانے کی نصیحت فرمائی ۱۲ بجے اجتماعی دعا کے ساتھ کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

مورخہ ۲۰/۴/۹۵ کو ایک پریس کانفرنس کا انعقاد بمقام کیرالہ سماجم میں کیا گیا جس میں شرکت کے لئے پورٹ بلیر کے کم و بیش تمام اخبار والوں کو مدعو کیا گیا۔ اس موقعہ پر اخبار والوں کے نام جلسہ کے پروگرام کے متعلق ایک PRES RELEASE شائع کیا گیا جو کہ اکثر اخبار والے اپنے اخبار میں تفصیل کے ساتھ جماعت کی کانفرنس کے بارے میں خبر شائع کیں اسی طرح آل انڈیا ریڈیو بھی ہمارے جلسہ کی خبر کو بہت اچھے رنگ میں نشر کی۔

کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیئے افراد جماعت دن رات خدمت میں لگے رہے۔ خاص کر مکرم صدر جماعت احمدیہ پورٹ بلیر۔ مکرم غلام احمد صاحب مکرم عزیز الرحمن صاحب۔ مکرم محمد طاہر صاحب مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب کٹکی کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر عطا کرے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

جزیرہ رنگل انڈیمان میں مسجد بیت التوحید کا افتتاح

جزیرہ رنگل انڈیمان پورٹ بلیر سے قریباً ۸ گھنٹے کی دوری پر واقع ہے جہاں پہنچنے کے لیے سمندری سفر اختیار کرنا پڑتا ہے۔ یہاں دو احمدی فیملی رہتی ہیں مکرم ابوبکر صاحب ساکن رنگل انڈیمان اپنا کل زمین سے لب سڑک پر واقعہ ایک ہزار سینٹ سے زائد زمین جماعت کے نام وقف کر دی ہے۔ جہاں مسجد بنانے کے لیے حضور انور نے ۱۹۹۲ء میں جب مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم یہاں مبلغ تھے اجازت عنایت فرمائی تھی اور تعمیری اخراجات کے لئے مبلغ ....۵۰ روپے بھی عنایت فرمائے تھے پھر خاکسار کے مبلغ کے دور میں ۱۹۹۴ء میں مسجد کا کام شروع ہوا جو کہ خدا کے فضل سے بہت احسن رنگ میں مکمل ہو گیا۔ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے مکرم ابوبکر صاحب اور مکرم محمد صاحب نے بے لوث خدمت کی ہیں۔ مسجد کا افتتاح کرنے کیلئے مکرم و محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری کی نمائندگی میں ایک وفد مورخہ ۲۶/۴/۹۵ کو رنگل انڈیمان پہنچا۔ مورخہ ۲۸/۴ کو مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے نماز جمعہ پڑھ کر مسجد کا افتتاح کیا

رنگل انڈیمان میں تبلیغی جلسہ

اسی روز شام ساڑھے چار بجے ایک چھوٹا سا تبلیغی جلسہ بھی انعقاد کیا گیا جس میں شرکت کیلئے گرد و نواح کے اہل ہندو اور سنی جماعت سے تعلق رکھنے والے مسلمان بھائیوں کو مدعو کیا گیا۔ جلسہ ۴.۳۰ بجے زیر صدارت مکرم ایم کے محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ رنگل انڈیمان منعقد ہوا۔ مکرم ابوبکر صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ بعدہ مکرم عزیز الرحمن صاحب نے تلاوت کی گئی آیتوں کا ترجمہ بزبان ہندی سنایا۔ اس کے بعد مکرم حبیب احمد طارق ساکن قادیان نے نظم پیش کی۔ بعدہ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے ایک تفصیلی تقریر کی جس میں آپ نے ہندو مسلم اتحاد اور ملکی اتحاد کے بارے میں اور اسلام کی رواداری کی تعلیم کے بارے میں احسن رنگ میں روشنی ڈالی۔

آخر میں مولانا صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ شروع میں مکرم مولوی ایم ناصر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے جماعت کا تعارف مختصر رنگ میں کرایا۔ جلسہ کے بعد تمام مہمانان کرام کیلئے پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس پروگرام میں ۳۵ کے قریب ہندو دوست شامل ہوئے اور بعض ہندو دوستوں نے جلسہ گاہ تیار کرنے کے سلسلہ میں بہت مدد کی۔ اس موقعہ پر ایک دوست جن کا نام عبد السلام ہے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ اللہ انکو ثبات قدم عطا فرمائے۔

حضور انور نے اس مسجد کا نام بیت التوحید رکھا ہے۔

نمائش کتب

مورخہ ۲۱ / ۲۲ / اپریل کو کتب کی نمائش بھی لگائی گئی جس سے کم و بیش دو ہزار افراد نے استفادہ کیا۔

(رپورٹ مرتبہ محمد نجیب خاں مبلغ سلسلہ)

نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"لوگ میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ تو کہہ جاتے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ لیکن یہاں سے جا کر اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ وہ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ وہ یہاں نہ آویں گے دنیا نے ان کو پکڑ رکھا ہے۔ اگر دین کو دنیا پر ترجیح ہوتی تو وہ دنیا سے فرصت پا کر یہاں آتے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۵۲)

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب کہ ابھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پوری طرح خود ان لوگوں میں بھی پہچانے نہیں گئے تھے جنہوں نے آپ کو قبول کر لیا تھا اور ایک بڑی جماعت ایسی تھی جو دور دور بیٹھے آپ کے دلائل کو سن کر آپ کے نشانات کو دیکھ کر آپ کو قبول تو کر چکی تھی مگر قادیان آ کر وہ چہرہ دیکھنے کی توفیق نہ پا سکی تھی۔ اس میں ایک قسم کا درد کا اظہار ہے کہ وہ لوگ یہاں آئیں اور اس نور کو دیکھیں جو خدا نے ان کی نجات کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج ایک زمانہ ہے کہ خدا نے اس نور کو تمام دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ جو نہیں آ سکتے تھے وہ نور ان تک جا پہنچا ہے۔ ان کے گھروں میں جلوہ گر ہو رہا ہے اور انٹرنیشنل ٹیلی ویژن کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر تمام دنیا کے کونے کونے پر دکھائی جا رہی ہے لیکن وہ درد جو اگر دل میں پیدا ہو وہ تا مقبول نہیں ہوا کرتا۔ وہ بظاہر حسرت کا اظہار ہے مگر ایسی حسرت جو مقبول ہوتی ہے اور حیرت انگیز پاک تبدیلیاں دنیا میں کر کے دکھاتی ہے۔ یہ آپؑ کے دل کا درد ہے جو آج عالمی برکتوں میں تبدیل ہو گیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی درد کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ہم نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آ کر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی پرواہ کچھ نہیں کرتے

یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا مومن کا کام نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آگیا پھر ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی"

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۲۴)

حضور نے فرمایا کہ پس تمام دنیا کی جماعت کو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الفاظ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر جو پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اب وقت ہے کہ وہ کر لیں۔ اب وقت ہے کہ اپنی ہستیوں میں ایک انقلاب پیدا کر لیں اور وہ انقلاب حقیقی ذکر الٰہی کے سوا نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ کا ذکر، اس کی توحید کا ذکر جو ہر دوسرے ذکر پر غالب ہے حقیقت میں انسان کو توحید پر قائم کرتا ہے اور ایسی توحید پر قائم کرتا ہے جس کے نتیجہ میں تمام بنی نوع انسان کو توحید پر قائم کرنے کی صلاحیتیں پیدا ہوتی ہیں۔ خدا کا موحد بندہ دنیا سے قطع تعلق کر کے اکیلا ہو جاتا ہے۔ ہر دوسری محبت سے وہ ان معنوں میں منہ پھیر لیتا ہے کہ اللہ کی محبت ہر دوسری محبت پر غالب آجاتی ہے پھر اس اکیلے انسان کو خدا اکیلا نہیں رہنے دیتا وہ ضرور بڑھتا ہے۔ وہ ضرور پھیلتا ہے، وہ ضرور تشاعت کیا جاتا ہے اس سے تعلق جوڑنے والے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور دوسر گھٹتے چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو دنیا میں ہر نبی برپا کرتا رہا اور یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو سب سے بڑھ کر حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے برپا فرمایا اور یہی وہ روحانی انقلاب ہے جس کا آخری دور آج ہے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام دنیا پر غالب آنے کی پیشگوئیاں کی گئی ہیں۔ پس حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دل کی توحید ہے جو دنیا پر غالب آئے گی مگر ان دلوں کے ذریعہ جو محمد رسول اللہ کے مشابہ موحد دل اپنے سینوں میں پیدا کریں گے۔ جب وہ کلمہ توحید کے دل دھڑکیں گے تو پھر وہ اکیلے نہیں رہ جائیں گے اور دلوں کی دھڑکنیں ان کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں گی۔ یہ وہ روحانی انقلاب ہے جس کو پیدا کرنے کے لئے آج اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیدا کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہم خدام ہم ادنیٰ چاکروں کو اس زمانے کا امام بنایا گیا ہے۔ پس آپ اس زمانے کے امام ہیں۔ آپ اس زمانے کے خلیفہ ہیں کیونکہ وقت کے امام کے چاکر اور وقت کے امام کے کامل تابع اور فرمانبردار ہیں جس کا سب کچھ محمد مصطفےٰ کا ہو چکا تھا اور جس کا اپنا کچھ بھی باقی نہیں رہا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ آج دنیا مختلف قوموں میں بٹی ہوئی ہے۔ آج دنیا مختلف مذاہب میں بٹی ہوئی ہے آج دنیا مختلف گروہوں میں بٹی ہوئی ہے اور ان کے دل پھٹتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ عالمی ادارہ جس کا نام اقوام متحدہ ہے جس کو یونائٹڈ نیشنز کہا جاتا ہے وہ پھٹے ہوئے دلوں کا مصنوعی طور پر باندھا ہوا ایک مجموعہ ہے اس کے سوا اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کوئی ایک بھی قوم اس میں ایسی نہیں جو جذبہ ایثار کے ساتھ آراستہ ہو جو جذبہ ایثار میں سرشار ہو کر بنی نوع

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
19/3 NISHA LEATHER
SPECIALISTIN, LEATHER BELTS. LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS. WALLETS ETC.
19A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081

Star CHAPPALS
PHONE 543105
WHOLES. SELLERS OF THE HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN- 208001

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PH. 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P. 48, PRINCEP STREET
CALCUTTA-700072

انسان تھا کہ تہا کہ ... نے کے ارادہ کے ساتھ اس عالمی ادارہ میں شامل ہو ہر شخص نفس پرست ہے۔ ہر قوم جس کا وہ نمائندگی کر رہا ہے وہ نفس پرست ہے۔ کیا وہ لوگ ہیں جو دنیا میں توحید کو قائم کریں گے؟ بس ناموں پر نہ جائیں۔ دنیا کے بڑے بڑے اقتدار کے جیلوں کو حقارت کی نظر سے دیکھیں۔ یہ اقتداری جیلے دنیا کے کسی کام نہیں آئیں گے۔ اور اگر آپ خدا کے نام پر اکٹھے ہو جائیں تو آپ وہ ہیں جو اس یونائیٹڈ نیشنز کو جنم دیں گے جو محمدؐ اور اللہ کی یونائیٹڈ نیشنز ہو گی اور تمام کائنات پر چھا جائے گی ہر دل کو باندھ دے گی، ہر وجود کو ایک کر دے گی۔ ساری قومیں اس ایک چشمہ سے سیراب ہوں گی۔ خدا کرے کہ جلد از جلد وہ دن آئیں۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

○ — اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔

○ — یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔

○ — اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔

○ — اسی کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔

○ — یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے وعدوں کو کس شان سے پورا فرمایا۔ آج اس جلسہ میں جو مختلف قومیں حاضر ہیں ان میں دنیا کے کونے کونے سے بڑے بڑے براعظم سے نمائندگی موجود ہے کہیں کم کہیں زیادہ۔ مگر کوئی دنیا کی ایسی قوم نہیں ہے جو بطور نمائندہ آج یہاں موجود نہ ہو۔ سابق رشین ریاستوں میں سے قازقستان اور تاتارستان کے وفد یہاں موجود ہیں۔ حضور نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ بتائیں کہ کیا آپ ان قوموں میں شامل ہیں کہ نہیں جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ خدا ایسی قوموں کو بھیج دیگا۔ جو تمہیں انتظار کر رہی ہیں۔ آج نہیں تو کل وہ ضرور آئیں گی۔ اس پر وفد کے ارکان نے کھڑے ہو کر اس کی تصدیق میں گواہی دی۔ پھر حضور نے عربوں کے وفود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور ان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ۔ اے عرب کے نمائندو بتاؤ کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی سچی نکلی کہ نہیں۔ عرب احمدیوں نے والہانہ انداز میں لبیک لبیک کے نعرے بلند کئے۔ یہ عجیب روح پرور منظر تھا۔

پھر حضور نے افریقہ کے براعظم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس براعظم سے بھی لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے گواہ بن کر آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے افریقہ سے آنے والو بتاؤ کہ کیا مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی سچی نکلی کہ نہیں؟ انہوں نے بھی لبیک یا امیر المؤمنین، لبیک کی صدا بلند کی۔ اور نعرہ ہائے تکبیر و درود و سلام سے جلسہ گاہ گونج اٹھی۔ پھر حضور نے ایشیا کے لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اے ایشیا کے لوگو۔ ______

______ جو مشرق سے تعلق رکھتے ہو لیکن مختلف عظیم قوموں میں بٹے ہوئے ہو۔ اے ایشیا کے لوگو جو جاپان سے تعلق رکھتے ہو یا انڈونیشیا سے تعلق رکھتے ہو یا کمبوڈیا سے تعلق رکھتے ہو۔ اے ایشیا کے لوگو جو بنگلہ دیش سے یا ہندوستان سے یا پاکستان سے تعلق رکھتے ہو آج گواہ بن کر کھڑے ہو کہ کیا خدا کے اس عظیم مسیح کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ نہیں ہوئی۔ اس پر ایشیا سے تعلق رکھنے والے تمام افراد نے کھڑے ہو کر باآواز بلند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دی۔ حضور نے جلسہ گاہ میں نعرہ ہائے تکبیر و تحمید بلند کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی آوازیں تو سب دنیا تک پہنچ رہی ہیں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آوازوں میں وہ آوازیں بھی شامل ہیں جو آپ کے کانوں تک نہیں پہنچ رہیں مگر آسمان تک پہنچ رہی ہیں۔ پاکستان میں وہ مجبور بھائی جو یہاں شامل نہیں ہو سکے وہ بھی آج ان نعروں میں آپ کے شریک ہیں، وہ بھی لبیک اللھم لبیک کی آوازیں بلند کر رہے ہیں اے مسیح موعود تو خدا کا سچا مسیح ہے جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بھیجا تھا جسے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اور اپنی طرف سے آسمان سے بھیجا تھا۔ وہ مسیح آگیا۔ اب تمام دنیا کی قوموں کی گواہیاں اس میں شامل ہو گئی ہیں۔ بدنصیب ہیں وہ جو ان آوازوں کو نہ سنیں۔ بدنصیب ہیں وہ جن کے دلوں کی گہرائیوں تک یہ آواز لبیک بنتے ہوئے نہ اتر جائے

پھر حضور نے یورپ کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے یورپ کے احمدیو بتاؤ کہ کیا مسیح موعودؑ کی یہ پیشگوئی سچی نکلی ہے کہ نہیں نکلی۔ حضور نے امیر صاحب جرمنی سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا امیر صاحب جرمنی بتائیے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر بے اختیار نہایت محبت و وارفتگی سے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر حضور نے فرمایا اے انگلستان کے احمدیو بتاؤ کہ کیا پیشگوئی سچی نکلی یا کہ نہیں۔ لبیک کہو اور بلند آواز سے لبیک کہو۔ اے بوزینا کے رہنے والو۔ اے البانیہ کے رہنے والو، اے سوئٹزر لینڈ کے رہنے والو، اے شمالی یورپ اور جنوبی یورپ سے آنے والو خدا گواہ ہے اور تم بھی گواہ بن جاؤ کہ جو کچھ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا ایک ایک لفظ اس کا سچا نکلا۔ حضور نے البانیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت ایک یورپین ملک ہے جس میں ۵ ہزار احمدی مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اقرار کرنے والے موجود ہیں۔ حضور نے البانیہ کے نمائندہ کو سٹیج پر بلا کر انہیں شرف مصافحہ و معانقہ بخشا۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیؐ کے سب کام دعا ہی سے چلتے تھے اور یہ سب فیض جو آج آپ دیکھ رہے ہیں میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ محمد مصطفیؐ کی دعاؤں کا فیض ہے جو آج نازل ہو رہا ہے۔ آپ ہی سے خدا کا وعدہ تھا کہ آخرین میں وہ جماعت پیدا کروں گا جو آخر پر آنے کے باوجود پہلوں سے آملے گی اور ان کو ملانے والا وہ وجود ہو گا کہ اگر زمین سے ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو وہ جا کر اس ایمان کو ستاروں سے نوچ کر واپس زمین پر لے آئے گا۔ بس آج خدا کا وعدہ پورا ہوا اور ان دعاؤں ہی کی برکت ہے کہ جماعت احمدیہ کو دنیا میں قائم کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے"

(ترمذی کتاب الدعوات)

اس کے بعد حضور نے نہایت پرسوز اجتماعی دعا کروائی۔

جلسہ کی یہ تمام کاروائی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ براہ راست ... دنیا میں نشر کی جا رہی تھی۔ چونکہ دعا کے اختتام پر ابھی براڈ کاسٹنگ کے چند منٹ باقی تھے اسلئے حضور نے آخر پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعض نصائح پڑھ کر سنائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: "یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔ مومن جس قدر متقی ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔ مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہو سکتا۔ ہاں دوسری قومیں ایسی کینہ ور ہوتی ہیں کہ ان کے دل میں دوسرے کی بات کینہ کی کبھی نہیں جاتی۔ اور بدلہ لینے کیلئے ہمیشہ کوشش میں لگے رہتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا ہے لیکن پھر بھی ان کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو ہم اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز مذہب و قوم ہر ایک سے نیکی کرو" (تقریریں صفحہ ۲۹)

حضور نے فرمایا کہ پس اس مسیح موعودؑ کی تمنا اور خواہش اور توقع کو دل میں جگہ دے کر اپنے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کریں جو ہر بنی نوع انسان کی بلکہ جانوروں تک کی خیر سے آپکے دل کو بھر دے۔ ہر ایک کیلئے بھلائی لیکر آپ واپس جائیں۔ ہر ایک کی بھلائی کی تدبیریں سوچتے ہوئے یہاں وقت گزاریں اور ان تدبیروں پر عمل کرنے کے ارادے باندھ کر اور خدا سے دعاؤں کے ذریعہ ان ارادوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اپنے اپنے ملکوں میں بعد میں واپس لوٹیں۔ خدا کرے کہ جتنا عرصہ یہاں رہیں ذکر الٰہی سے اس دل کو بھر دیں جس کو کینے سے پاک و صاف کر دیا گیا ہے

اس کے بعد حضور تمام حاضرین کو السلام علیکم کہتے ہوئے سٹیج سے رخصت ہوئے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۸ اگست ۱۹۹۵ء)

साप्ताहिक 'बद्र'

सम्पादक :-
मुनीर अहमद खादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
करैशी मुहम्मद फ़ज़लु ल्लाह

क़ादियान [पंजाब]

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 3 अगस्त 1995 | अंक 32

कुर्आन पवित्र

व्यवहार

और उस व्यक्ति से बढ़ कर किस की बात अच्छी होगी जो लोगों को अल्लाह की ओर बुलाता है तथा अपने ईमान के अनुकूल कर्म करता है और कहता है कि मैं तो आज्ञा पालन करने वालों में से हूं।

और पुण्य एवं पाप बराबर नहीं हो सकते। तू बुराई का उत्तर बहुत अच्छे व्यवहार से दे। इस का परिणाम यह निकलेगा कि वह व्यक्ति कि उस के और तेरे बीच शत्रुता पाई जाती है तेरे अच्छे व्यवहार को देख कर तेरा हार्दिक मित्र बन जाएगा।

और (अत्याचार सहन करने पर भी) इस प्रकार के व्यवहार करने) का सामर्थ्य केवल उन्हीं लोगों को मिलता है जो बड़े धैर्य-वान हैं या फिर उन्हें जिन्हें 'अल्लाह की ओर से परोपकार करने का) एक बहुत बड़ा हिस्सा मिला है। (हा-मीम अल्-सजद 34-36)

हदीस शरीफ़ वुज़ू

हज़रत उस्मान पुत्र अफ़ान ने बताया कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने एक बार पानी मंगवाया और अपने दोनों हाथों पर तीन बार डाला और उनको धोया। इस के बाद मुंह में पानी डाल कर साफ़ किया फिर नाक में पानी डाल कर साफ़ किया फिर अपना मुंह धोया इस के बाद हाथ कुहनियों तक तीन बार धोए फिर आपने सिर पर हाथ फेरा और दोनों पैर तीन बार टखनों तक धोए फिर बताया कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया है कि जो व्यक्ति मेरी तरह वुज़ू करे और नमाज़ पढ़े तथा उस समय अपने दिल में कोई सांसारिक विचार न लाए तो उस के वे पाप जो वह पहले कर चुका है क्षमा कर दिए जाएंगे।
(बुख़ारी किताबुल वुज़ू भाग 1 पृष्ठ 27)

हजरत अबूहुरैरा रज़ियल्लाह उन से राज़ी हो वर्णन करते हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया कि क्या मैं तुम्हें वह बात न बताऊं जिस से अल्लाह पाप को मिटा देता है और सम्मान और मर्यादा को ऊंचा कर देता है। सहाबा ने निवेदन किया कि हे अल्लाह के रसूल! अवश्य बताइए। आप ने फ़रमाया कि घोर ठंडक में न चाहते हुए भी वुज़ू करना, मस्जिद में दूर से चलकर आना, एक नमाज़ के बाद दूसरी नमाज़ के लिए प्रतीक्षा करना यह भी एक प्रकार का "रिबात" है अर्थात् सीमा पर छावनी डालने की बात हैं। यह बात आप ने दो बार कही।

मलफूज़ात:-

"मैंने स्वप्न में देखा कि लोग एक मोहयी अर्थात् ज़िन्दा करने वाले को तलाश करते फिरते हैं। एक व्यक्ति इस विनीत के सामने आया और संकेत करते हुए उसने कहा कि-यह वह व्यक्ति है जो रसूलुल्लाह से मोहब्बत रखता है। इस वाक्य का तात्पर्य यह था कि इस पदवी के लिए सबसे बड़ी शर्त रसूले खुदा हज़रत मोहम्मद मुस्तफ़ा सल्ल. से प्रेम है, सो वह शर्त इस व्यक्ति में स्पष्ट रूप में विद्यमान है।"

(रुहानी ख़ज़ायन भाग-1, पृष्ठ 528, ब्राहीन अहमदिय्या हाशिया दर हाशिया न.-3, प्रथम संस्करण, पृष्ठ-503)

अभेद्य दुर्ग

"दुनिया मुझे स्वीकार नहीं कर सकती क्योंकि, मैं दुनिया में से नहीं हूं किन्तु जिनकी प्रकृति को उस जगत का अंश दिया गया है, वह मुझे स्वीकार करते हैं और करेंगे। जो मुझे छोड़ता है वह उसको छोड़ता है. जिसने मुझे भेजा है और जो मुझ से सम्बन्ध जोड़ता है वह उससे जोड़ता है, जिसकी ओर से मैं आया हूं। मेरे हाथ में एक दीपक है: जो व्यक्ति मेरे पास आता है वह अवश्य ही उस प्रकाश से हिस्सा पाएगा। किन्तु जो व्यक्ति सन्देह और शंका से दूर भागता है, वह अन्धकार में डाल दिया जाएगा इस युग का अभेद्य दुर्ग मैं हूं; जो मुझ में प्रवेश करता है वह चोरों और डाकुओं और दरिन्दों हिंस्र जन्तुओं) से अपने प्राण बचाएगा।"
(रुहानी खज़ायन भाग-3, पृस्ठ 34, फ़तह इस्लाम पृष्ठ 57-58)

मुआविया-बिन-हैदा क़ुशैरी का कथन है कि मैंने हज़रत रसूले करीम से पूछा, 'हे परमात्मा के रसूल! मेरी स्त्री के मुझ पर क्या अधिकार हैं? हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम ने कहा, परमात्मा जो तुम्हें खाने को दे वही अपनी स्त्री को खिलाओ और जो पहनने को दे वही उसको पहनाओ। उसे दंड न दो, उसे थप्पड़ न मारो उसे अपशब्द न कहो तथा न ही उनको घर से निकालो।
(अबू-दाऊद)

स्त्रियों से सद्व्यवहार

गतांक से आगे

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम स्त्री जाति के मनोभावों का बहुत आदर किया करते थे। आप उपदेश दिया करते कि जो पुरुष किसी यात्रा पर जाए तो उसे चाहिए कि अपना कार्य समाप्त कर के शीघ्र ही अपने घर को वापस आ जाये ताकि उसकी अनुपस्थिति में उसकी स्त्री तथा सन्तान को कोई कष्ट न पहुंचे। अस्तु हज़रत अबु-हुरैरा का कथन है कि जब कोई पुरुष अपनी उन आवश्यकताओं को पूरा कर ले जिन के लिए यात्रा करनी पड़ी थी तो उसे चाहिए कि अपने सम्बन्धियों का ध्यान करके शीघ्र वापस आ जाये। हज़रत रसूले खुदा का अपना स्वभाव यह था कि आप जब कभी किसी यात्रा से वापस आते तो दिन के समय नगर में प्रवेश करते। यदि रात आ जाती तो नगर से बाहर डेरे डाल देते और प्रातः काल नगर में प्रवेश करते। आप सदैव अपने सह चारियों को मना करते कि इस प्रकार रात के समय अकस्मात् आकर अपने परिवार को असुविधा में नहीं डालना चाहिए। (बुख़ारी) इसमें यह रहस्य था कि पति-पत्नी के पारस्परिक सम्बन्ध भावुक होते हैं। पति की अनुपस्थिति में यदि पत्नी ने शारीरिक तथा वस्त्रादि स्वच्छता का ध्यान न रखा हो और पति अकस्मात् घर में आ जाये तो सम्भावना होती है कि कहीं वह प्रेम की भावनाएं जो पति-पत्नी में होती हैं उनको कोई हानि न पहुंच जाए। अत: आपका आदेश था कि पुरुष जब भी किसी यात्रा से वापस आए, सर्वप्रथम अपनी स्त्री तथा बाल-बच्चों को अपने आने की सूचना दे ताकि वह उसके स्वागत के लिए उचित प्रबन्ध कर लें और फिर दिन के समय अपने घर में प्रवेश करे।

परलोक गमन करने वालों के विषय में आपका आदेश

आप उपदेश किया करते थे कि मनुष्यों को मृत्यु से पर्व 'वसीयत' कर जानी चाहिए ताकि उसके सम्बन्धियों को पीछे कोई कष्ट न पहुंचे। आपकी आज्ञा थी कि जब कभी किसी की मृत्यु हो जाए तो लोगों को उसकी त्रुटियों की चर्चा कदापि नहीं करनी चाहिए प्रत्युत उसके सद्गुणों को ही स्मरण करना चाहिए, कारण, उसके अवगुण वर्णन करने से कोई लाभ नहीं होता, परन्तु उसके सद्गुणों की चर्चा करने से यह लाभ होगा कि लोग उसकी आत्मा की सद्गति के लिए प्रार्थना करेंगे। (बुखारी) आप उपदेश किया करते कि जिनका स्वर्गवास हो जाए उनके ऋण तुरन्त चुका दिए जाये। जब किसी की मृत्य हो जाती और उस पर कोई ऋण होता तो हज़रत रसूले करीम अपने पास से उसका ऋण चुका देते और यदि आप ऐसा न कर पाते तो उसके सम्बन्धियों को प्रेरित करते और उसका 'जनाज़ा' (मृतक की आत्मा की सद्गति के लिए नमाज़ पढ़ने तथा प्रार्थना करने की विशेष रीति) उस समय तक न पढ़ते जब तक उसका ऋण न चुका दिया जाए।

पड़ौसियों के साथ आप सदैव अच्छा व्यवहार करते। आप कहा करते थे कि जिब्राईल (आकाशवाणी लाने वाला परमेश्वर का विशेष देवदुत) मुझे वारम्वार पड़ौसियों के प्रति सद्व्यवहार करने का आदेश देता है। यहां तक मुझे आभास होता है कि कदाचित पड़ौसी को उत्तराधिकारी (वारिस) हो वना दिया जायेगा। (बुखारी)

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम की शारीरिक एवं आत्मिक पवित्रता

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम के विषय में कहा जाता है कि आप ने कभी 'अप्रिय वचनों का प्रयोग नहीं किया। न ही व्यर्थ शपथ खाने का आपका स्वभाव था। (बुखारी)
अरब लोगों में रहते हुए इस प्रकार का आचरण निस्सन्देह असाधारण गुण है। यह तो हम नहीं कहते कि अरब स्वभाव से ही अश्लील वचन बोला करते थे परन्तु इसमें कोई सन्देह नहीं कि वे स्वभावतया शपथें खाया करते थे और आज तक उनका यही स्वभाव है। परन्तु हज़रत रसुले करीम परमात्मा के नाम का इतना आदर किया करते थे कि अनावश्यक परमात्मा का नाम लेना कभी पसन्द न करते थे।

स्वच्छता का आप विशेष ध्यान रखते थे। आप सदैव दातुन (दन्तधावन) करते थे और इस सम्बन्ध में इतना ज़ोर देते थे और कहते थे कि यदि मुझे इस बात का भय न हो कि मुसलमान असुविधा अनुभव करेंगे तो मैं प्रत्येक नमाज़ (पांचों नमाज़ों) से पूर्व दातुन करने का आदेश देता (मिशकात) भोजन करने से पर्व और पश्चात् आप हाथ धोया करते और कुल्ली किया करते थे और बिना कुल्ली किये नमाज़ पढ़ना पसन्द न करते थे। (बुख़ारी)

मस्जिदें मुसलमानों के एकत्र होने का एकमात्र स्थान हैं। आपकी विशेष आज्ञा थी कि जब मस्जिदों में मुसलमान एकत्र हों तो उनकी स्वच्छता तथा पवित्रता का विशेष ध्यान रखा जाए और इनमें सुगन्धित वस्तुएं जलाई जाएं ताकि वायु शुद्ध होती रहे (अबू दाऊद) इसी प्रकार आप सहचारियों को आदेश दिया करते थे कि मस्जिदों में एकत्र होने के समय कोई दुगन्धित वस्तु खाकर न आया करें। (बुख़ारी)

आपका आदेश था कि गली कूचों को सदा साफ़-सुथरा रखते। मार्ग में कांटे, पत्थर अथवा कोई अन्य मलीन वस्तु पड़ी दीख पड़ती तो स्वयं उसे उठा कर मार्ग से हटा देते। आप कहा करते कि जो पुरुष मार्ग की स्वच्छता का ध्यान रखता है, परमात्मा उससे प्रसन्न होता है और ऐसा पुरुष आध्यात्मिक उन्नति करता है। आप कहा करते थे कि सार्वजनिक मार्गों में इस प्रकार न चला करो कि दूसरों के लिए असुविधा का कारण हो। मार्ग में बैठे रहना, कोई वस्तु फेंकना जिससे चलने वालों को कष्ट पहुंचे अथवा मार्ग में मूत्र विष्ठा करना इत्यादि ये सब कर्म परमात्मा को अप्रिय हैं। (हिश्शाम)
जल की पवित्रता का भी आपको विशेष ध्यान रहता था। आप सदैव अपने सहचारियों को उपदेश किया करते कि बन्धे जल में किसी प्रकार का मलादि अथवा अपवित्र वस्तुएं नहीं फेंकनी चाहिएं। इसी प्रकार बन्धे जल में मल मूत्र त्याग करने से भी आप सख़्ती से रोका करते थे।

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम का साधारण जीवन

भोजन आपका खान-पान अत्यन्त साधारण था। भोजन में कभी नमक न्यन या अधिक हो जाता या अच्छा न पका होता तो भी आप कभी अप्रसन्न न होते थे। कारण, ऐसा न हो कि पकाने वाला हतोत्साह हो जाए। यदि भोजन ऐसा होता कि खाने के योग्य ही न होता तो आप केवल हाथ खींच लेते और यह प्रकट न होने देते कि भोजन खाने योग्य नहीं। (बुख़ारी)। भोजन करते समय सहारा लगा कर बैठना आप पसन्द न किया करते क्योंकि ऐसी चेष्टा अभिमान सूचक है और भोजन का निरादर करना है जब कोई वस्तु उपहार स्वरुप आपकी सेवा में भेंट की जाती तो आप उसे अपने सहचारियों में बांट कर खाया करते थे। एक बार किसी ने आपकी सेवा में कुछ खजूरे भेजी। आपने सभा में उपस्थित सहचारियों को गिनकर अनुमान किया कि हर एक पुरुष के हिस्से में सात खजूरें आयेगी। आपने सात-सात खजूरें सहचारियों में बांट दीं। हज़रत [illegible] का कथन है कि आप ने कभी जौ की रोटी भी पेट [illegible] ई थी। (बुख़ारी)

एक बार जब आप एक मार्ग पर जा रहे थे, आपने देखा कि कुछ लोगों ने एक बकरी भुन कर रखी हुई है और भोज उत्सव मना रहे हैं। आपको देखकर कर उन लोगों ने आमंत्रित किया परन्तु आपने निमंत्रण स्वीकार न किया। उसका कारण यह नहीं था कि भुना हुआ मांस आपको रुचिकर नहीं था, प्रत्युत आपने इस बात को पसन्द न किया कि पास ही कुछ लोग तो भुखे फिर रहे हो और उनके सामने लोग बकरे भुन कर उत्सव मना रहे हों। हज़रत आयशा का कथन है कि हज़रत रसुले करीम ने सम्पर्ण जीवन में निरन्तर तीन दिन तृप्त हो कर कभी भोजन नहीं किया था। आप इस बात का विशेष ध्यान रखा करते थे कि कोई पुरुष बिना बुलाए दसरे आदमी के घर भोजन करने न चला जाए। एक बार एक मुसलमान ने आपको भोजन पर बुलाया और प्रार्थना की कि अपने साथ चार पुरुष और भी ले आयें। जब आप उस मुसलमान के घर के समीप पहुंचे तो एक पाँचवा पुरुष भी आपके साथ आ गया। जब घर वाला आपके स्वागत के लिए बाहर आया तो आपने उससे कहा कि आपने हम पांच पुरुषों को बुलाया था। आपकी इच्छा हो तो इस छठे पुरुष को आज्ञा दे दें और इच्छा हो तो उसको वापस लौटा दें। भोजन दाता ने कहा कि मैं इस का भी स्वागत करता हूं। (बुख़ारी)